# زمندارہ بینک

جس میں

زمینداران پنجاب کے اسباب افلاس و آسودگی پر

مختصر بحث کر کے

زمیندارہ بینک کے قایم کرنے کی ایک عملی تجویز بتلائی گئی ہے

از

خان مرزا سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منٹگمری

سنہ ۱۹۰۳ء

بحسن اہتمام مولوی سید ممتاز علی صاحب مالکِ مطبع
مطبع رفاہ عام لاہور مین چھپا

# اپنی مدد آپ

بماہ اپریل سنہ ۹۸ء جب کہ ضلع ملتان میں بہ سرپرستی جناب مسٹر ای ڈی میکلیگن صاحب بہادر سٹلمنٹ افسر بندوبست کا کام جاری تھا۔ تو بہ مشورہ و بہ تجویز صاحب موصوف کے جناب کپتان جان جی کراستھویٹ صاحب بہادر مہتمم بندوبست ڈیرہ اسمعیلخاں نے زمیندارہ بنکوں کے چند قواعد چھپوا کر مشتہر کئے تھے اس غرض سے کہ زمینداران اپنے طور پر اپنی مدد آپ کر سکیں۔ چنانچہ بپابندی اُن قواعد کے تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں تین زمیندارہ فنڈ کھولے گئے۔

(الف۔) پنوہان فنڈ۔

(ب۔) سید فنڈ۔

(ج۔) نون فنڈ۔

یہ ہر سہ بنک قوم وار رکھے گئے تھے۔ صرف انھیں قوموں کے افراد اُس میں شامل تھے کہ جس جس قوم کے نام سے یہ موسوم کئے گئے ہیں۔ قوم وار رکھنے سے یہ مطلب اور یہ مدعا تھا کہ ابتدائی حالت کے لحاظ سے کوئی نقص یا بدظنی پیدا نہ ہو اور ایک محدود دائرہ میں میں کام چلتا رہے۔

اِن قواعد کی چند کاپیاں اضلاع ملتان۔ جالندھر۔ جہلم۔ ڈیرہ اسمعیل خاں کے لوگوں اور بعض حکام نے منگوائیں۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ اُن پر کہاں تک عمل کیا گیا۔

جناب کپتان کراستھویٹ صاحب بہادر نے اِن قواعد کو اُس وقت شائع کیا تھا کہ جب عام طور پر ایسے زمیندارہ بنکوں کے قائم کرنے کا پنجاب کے صوبہ میں تذکرہ نہیں تھا اور صاحب موصوف اور جناب مسٹر میکلیگن صاحب بہادر نے اِن مفید قواعد اور سودمند تجاویز کی نسبت ضلع ملتان کے زمینداران کو اُس زمانے میں عملی توجہ دلائی تھی کہ جب ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء انتقال اراضیات کا نام بھی نہ تھا۔ سنہ ۹۸ اور سنہ ۹۹ کے درمیان میں ہی عملی طور پر ثابت ہو گیا تھا کہ اگر ٹھیک طور پر اِن قواعد کے موافق عمل کیا جاوے

تو ملا کسی زیادہ تردد کے زمیندار اپنے طور پر ہی چھوٹے چھوٹے زمیندارہ بنک قائم کرسکتے ہیں ۹۸ء و ۹۹ء و ۱۹۰۰ء کی تین فصلوں ربیعہ میں ان ہر سہ فنڈوں کے واسطے ایک ایک سیر فی من کُل پیداوار کے حساب سے جنسی چندہ کیا گیا۔ اور اس جنسی چندہ کی صورت میں ربیعہ ۱۹۰۱ء تک بہ تفصیل ذیل سرمایہ جمع ہوگیا اور یہ صرف ۶۷ ممبران فنڈ کی پیداوار کا حصہ تھا۔ کُل قوم کے افراد شامل نہیں تھے۔

مَیں ایک مختصر نقشۂ ذیل سے ناظرین کو دکھاتا ہوں کہ اِن قواعد پر عمل کرنے سے چند ہی ممبروں کے چندۂ جنسی کے ذریعہ تین فصلوں میں کیسا عمدہ سرمایہ جمع کرلیا گیا:—

# نقشہ سرمایہ

| نام فنڈ | تعداد ممبران فنڈ | تعداد فصلہائے زیر فنڈ | شرح چندہ | جمع شدہ سرمایہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| نون فنڈ | ۴۱ | ۳ | یک ثار فی من | [illegible] (1321) | |
| سید فنڈ | ۱۷ | ۳ | " | [illegible] | |
| پنوہاں فنڈ | ۹ | ۲ | " | [illegible] | |

اگر ان اقوام کے کُل ممبران شامل ہوتے تو سرمایہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی اور اس وقت تک ان ہر سہ فنڈوں کی مجموعی حیثیت ایک چھوٹے سے بنک کی ہوتی۔ ایکٹ انتقالِ اراضیات کے اجراء سے گورنمنٹ اور رعایا دونو کو اس ضرورت پر توجہ ہوئی ہے کہ زمیندارہ بنکوں کی بنیاد رکھی جاوے۔ گورنمنٹ سوچ رہی ہے کہ کون سے طریقے ایسے زمیندارہ بینکوں کے واسطے زیادہ تر مناسب ہونگے؟

ایسے زمیندارہ بینکوں کی بابت ابھی تک یہ بحث چل رہی ہے کہ کون سا طریقہ زیادہ تر مفید ہے؟۔ اور کون کون لوگ اُس میں شامل ہوسکتے ہیں اور یا شامل کرنے کی ضرورت ہے؟۔ چونکہ تجارت اور بیوپار کا بازار امن اور آزادی کے ساتھ کشادہ ہے

اور دن بدن یہاں کے لوگوں کو بھی اُس کا شوق ہوتا جاتا ہے اس واسطے یہ ممکن ہے کہ ساہوکارہ جماعت میں سے بعض لوگ ایسے بنکوں کا حصہ دار ہونا قبول کریں۔ یا معدودے چند زمینداران میں سے بھی اس لائن میں داخل ہونا بُرا نہ سمجھیں مگر جہانتک موجودہ خیالات جماعتوں میں گشت کر رہے ہیں اُن سے پتہ لگتا ہے کہ اگر کسی جماعت کے لوگ اس میں شامل بھی ہونگے تو ضرور ہے کہ گورنمنٹ کے کفیل یا ضامن بنانے پر زور دیں یہ فیصلہ ایسے جماعتی بنکوں کے کھلنے کے بعد ہوگا کہ وہ کہاں تک مفید ہیں۔ اور زمینداران کی قسمت اُن کے کھلنے سے کس کروٹ پر بدلتی ہے۔ ہمیں اس فیصلہ کا زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ اور ان سوالات پر غور کرنا ضروری ہے :۔

(۱) ۔ ایسے زراعتی بنکوں کے کھولنے کی غرض کیا ہے ؟۔

(۲) ۔ زمینداروں کو صرف قرضہ لینے کے ایسے بنکوں سے اور کیا فائدہ ہوسکتا ہے ؟

(۳) ۔ زمینداران کو روپیہ کے متعلق کس علم کی ضرورت زیادہ ہے ؟۔

ایسے زراعتی بنکوں کے کھلنے کی غرض یہی ہوسکتی ہے کہ زمینداران کو ضرورت کے وقت ایک واجبی ضمانت پر بلا رہن اور بیع اراضی کے قرضہ مل سکے اور اُن کو جائز اور ناجائز طریقوں سے قرضہ اُٹھانے کی تکلیفوں سے رہائی ملے ایسے بنکوں سے قرضہ لینے کے سوائے زمینداران کو اور کوئی ایسا فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا ہے کہ جو اُن کے حق میں عملاً اور ذاتی طور پر سودمند ہو صرف یہی سہولت اور یہی فائدہ ہے کہ وقت پر بلا دقت اور بلا کسی مزید خرخشہ کے قرضہ مل جائے

زمینداران کے واسطے قرضہ لینے اور دینے کے علاوہ یہ ضرورت بھی ہے کہ وہ خود بھی کفایت شعاری اور اپنی مدد آپ کے اصول سے واقف اور روشناس ہوں۔ یا تو قرضہ لیں ہی نہیں ورنہ قرضہ لے کر ادا بھی کریں اور یہ بھی سوچیں سمجھیں کہ روپیہ میں کیونکر توفیر ہوتی ہے اور قرضہ کن کن دوراندیشیوں سے اُتارا جاتا ہے۔

جب تک ان باتوں سے روپیہ اور سرمایہ کے متعلق زمینداران واقف نہ ہوں تب تک صرف قرضہ کا آسانی سے مل جانا کسی حالت میں مفید نہیں ہوسکتا۔

جس قسم کے بنکوں کی بابت لوگ خیال کرتے ہیں اور جس قسم کے سامان جمع رہے ہیں

وہ سب کے سب طویل اور دوسروں کے متعلق ہیں۔ اُن کے اجا کی صورت میں زمینداران صرف قارض اور مقروض ہی رہینگے انکو بذاتہ کوئی حیثیت حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی اُن کے افعال پر کوئی سودمند اثر پڑیگا۔

مجھے معلوم نہیں ہے کہ گورنمنٹ اور ملکی بہی خواہ اس بارہ میں کیا سوچیں۔ لیکن جہاں تک میں نے اس بارہ میں خیال کیا اور سوچا ہے میری رائے میں اگر اُن قواعد کی پابندی سے بہ ادنیٰ ترمیم یا بیشی کے جو جناب کپتان کراستھویٹ صاحب بہادر نے شائع کئے ہیں۔ زمیندارہ بنکوں کی بنیاد رکھی جاوے تو زمینداران کو بہت ہی فائدہ ہو سکتا ہے اور زمینداران اپنے اپنے ذاتی عمل سے کفایت شعاری کے اصولوں اور ضرورتوں سے واقف ہو سکتے ہیں۔

اِن قواعد کے اثر سے بنکوں کا قائم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے بالکل سہل ہے۔ اگر گورنمنٹ اُن پر عمل کرنا بہ بعض وجوہات نامناسب خیال کرتی ہے تو خود زمینداران کو اس طرف توجہ کرنا چاہئے وہ آزما کر دیکھیں کہ یہ قواعد اُن کے حسب حال کہاں تک ہو سکتے ہیں؟۔ چونکہ میری رائے میں اور میرے تجربہ کے موافق جو میں نے اس بارہ میں ہر دو صاحبانِ ممدوح کے ماتحت عملی طور پر حاصل کیا ہے۔ یہ قواعد اور یہ طریق عمل نہایت سودمند اور آسان ہے اور اس میں زمینداروں کو صرف قرضہ کی ہی ضرورت سے خلاصی نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اِس واسطے اگر گورنمنٹ یا اَور مدبر اور بہی خواہان زمینداران انھیں قواعد کے موافق ہر ایک ضلع میں عمل کرنا شروع کریں تو کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

اِن قواعد کے متعلق چند ایسے امور ضروری الاظہار ہیں کہ جو میں نے ان پر عمل کرنے سے معلوم کئے ہیں اگر اُن کی اصلاح یا تجویز ہو جاوے اور اُن کو ان قواعد کا ضمیمہ بنایا جاوے تو پھر اِن کے چلنے میں کوئی بھی شک نہیں باقی رہ سکتا ہے۔ قبل اس کے کہ میں ان امور اور اصلی قواعد کو آگاہی عامہ کی غرض سے پیش کروں چند ایسے مغالطوں و لغزشوں کو بیان کرنا اور کھولنا چاہتا ہوں کہ جو زمیندارہ جماعت کے دلوں میں بیٹھے یا بٹھائے گئے ہیں۔ جب تک یہ مغالطے دور نہوں تب تک مفید خیالات کا تبادلہ مشکل نظر آتا ہے گو یہ مضمون کسی قدر طویل ہو جاوے گا اور اصلی مدعا دور جا پڑے گا مگر یہ ضروری ہے کہ

عوارض کے بیان کرنے سے پہلے علاج تبلایا جاوے مجھے اُمید ہے کہ زمیندار ان کے ہمدرد اِس ضروری طوالت سے اکتا نہیں جاوینگے۔ اور مجھے یہ بھی توقع رکھنی چاہئیے کہ وہ اِس مختصر با طول پمفلٹ کو پڑھینگے ضرور۔ گو کہ بعد میں اُن کی رائے کچھ ہی ہو۔

# چند مغالطے

چند سالوں سے یہ بحث چھڑی ہوئی ہے۔

(الف) زمیندارہ پنجاب بہ ہئیت مجموعی آسودہ حال نہیں ہے۔

(ب) اُن کا بہت ساحصہ تباہ حالت میں ہے۔

(ج) وہ دن بدن خستہ حال اور کمزور ہوتے جاتے ہیں۔

یہ امر بالاتفاق مان لیا جاویگا کہ بہ ہئیتِ مجموعی زمینداران کی حالت عمدہ اور یکساں آسودہ نہیں ہے۔

اِن حالات اور اِن خیالات کے مقابلہ میں اِس امر کو بھی بلا کسی اختلاف اور بحث کے تسلیم کرنا پڑیگا کہ بمقابلہ سنین گذشتہ کے اب زمیندارہ میں رونق اور ترقی ہے۔ زمیندارہ اور زراعت کی ترقی کے واسطے جن جن وسائل کی لازمی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ بسہولت مہیا ہوتے جاتے ہیں۔ زمیندارہ۔ تجارت۔ بیوپار کے واسطے سب سے زیادہ تر ضرورت امن اور آزادی کی ہے۔ ابھی اُن پرانی نسلوں سے کہ جنھوں نے بعض گذشتہ دیسی حکومتوں کے عمل کو بذات خود دیکھا ہے یا بالواسطہ سنا ہے خال خال موجود اور زندہ ہیں۔ اُن کی زبانی روایات اور تاریخی اسناد سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہم اِس زمانہ سے سو سال اور پیچھے ہٹ جاویں تو ماننا پڑیگا کہ امن کی کمی اور آزادی کی قلت کی وجہ سے پنجاب کا زمیندارہ بالکل محدود حالت میں تھا۔ طوائف الملوکی کی وجہ سے زمیندارہ میں کوئی امن اور کوئی دلچسپی نہ تھی چپے چپے راج ہونے کے سبب سے زراعت کی حالت روز بروز نرم پڑتی جاتی تھی۔ چونکہ اُس وقت کے حاکم زمین کو اپنی ہی ملکیت سمجھتے تھے (اب بھی بعض دیسی ریاستوں میں اسی اصول پر عمل چلا آتا ہے) اس واسطے کاشتکاروں اور مالکانِ اراضی کو کوئی موقع ہی نہیں ملتا تھا۔

بخلاف گذشتہ سنین کے اس وقت انگریزی حکومت کی بدولت انڈیا بھر میں ایک قسم کی آزادی اور امن حاصل ہے صوبہ بصوبہ اور دیہہ بدیہہ آمد ورفت اور لڑائی جھگڑائی کا نام تک نہیں اور اگر کہیں چھیڑ چھاڑ ہو بھی تو رعایا کو معلوم تک نہیں ہوتا جس طرح جی چاہو کام کرتے جاؤ۔ اور جس محنت سے فائدہ اُٹھانا چاہو اُٹھا لو۔ کوئی رُکاوٹ اور کوئی مزاحمت نہیں۔ گذشتہ سالوں میں آمد ورفت اور تجارت کے راستے بند اور امن کے دروازے مقفل تھے کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ امن کے ساتھ اپنے کاروبار سے فائدہ اُٹھا سکے اور ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں فائدے کی نیت سے اپنی پیداوار لیجا سکے نہ ریل تھی اور نہ ہی دیگر وسائل۔ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جانے کے لئے ویسا ہی تردد اور فکر کرنی پڑتی تھی کہ جیسے اَب یورپ جانے کے واسطے بھی نہیں ہوتی۔

پہلے زمانے میں اس قدر وسعت سے زراعتی ضروریات حاصل نہ تھیں کہ جسقدر اِس وقت ہیں۔ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی زراعتی ضروریات اور وسائل تقریباً حاصل ہیں۔ اور اِن وسائل زراعت میں روز بروز اَور بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ گذشتہ زمانہ میں پنجاب کی اچھی اچھی اراضیات بنجر اور اُفتادہ تھیں اور اُن کی طرف کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ اَب زمین کی قدر ومنزلت بدرجہا زیادہ ہے۔ جو لوگ زمینداری کو ایک جنجال سمجھتے تھے اور جن کے خیالات میں زراعت کا پیشہ ایک اُجڈ پیشہ تھا وہ اَب ہتھیلیوں پر روپیہ اُچھالتے پھرتے ہیں کہ کہیں زمین کا ٹکڑہ کوئی عقل کا اندھا گروی یا بیع کردے۔

جن اضلاع میں لاکھوں ایکڑ رقبے اُفتادہ تھے وہاں اَب چپہ چپہ پر سرسبزی اور زراعت نظر آتی ہے۔ جو زمین دو روپیہ فی ایکڑ بھی مہنگی خیال کی جاتی تھی وہ اَب سَو روپیہ فی ایکڑ تک رہن ہوتی ہے۔ ہر ایک ضلع میں دن بدن مزروعہ میں ترقی اور بیشی ہو رہی ہے۔ جن علاقوں میں ہمیشہ امساک بارش کی صورت رہتی ہے وہاں بھی ایک ہی بارش ہونے پر تمام زمینیں مزروعہ ہو جاتی ہیں۔ زراعت اور پیداوار کی رونق یا کساد بازاری نرخ پر موقوف ہے۔ گذشتہ حکومت پیوستہ میں بوجہ بے امنی اور مزید قیود کے تجارت اور بیوپار بہت ہی محدود حالت میں تھا یا یوں کہو کہ عام تجارت قریباً بند تھی۔ گو کسی زمیندار کی اُس زمانہ میں پیداوار زیادہ ہو جاتی ہو۔ مگر چونکہ نرخ گران نہ تھا

اس واسطے وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ زمانہ موجودہ میں انگریزی حکومت کی توجہ سے ہر ایک قسم کی تجارت اور بیوپار کا سلسلہ چونکہ بہت ہی لمبا اور پر امن ہو گیا ہے اور بڑھتا جاتا ہے اس واسطے علاوہ اور سہولتوں کے نرخ میں ایک کشش رہتی ہے جس سے زمینداران کو اپنی پیداواروں سے اچھا نفع حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اگرچہ عام لوگوں کے حق میں نرخ کی گرانی آفت یا مصیبت ہو۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ زمینداران کے حق میں نرخ کی گرانی ایک عمدہ فال ہے۔ تجارت کھلی ہے۔ بیوپار آزاد۔ اس واسطے غلہ نکلنے سے پہلے ہی فروخت ہو جاتا ہے اور کھڑی فصلوں کے خریدار بھی مل جاتے ہیں پنجاب کی منڈیوں میں غلہ کی اس قدر مانگ رہتی ہے کہ جس کا کچھ اندازہ نہیں۔

گذشتہ صدیوں یا سالوں کی پیداوار کی نسبت افسوس ہے کہ کوئی رجسٹر پیداوار نہیں ملتا ہے اور نہ ہی کوئی شہادت موجود ہے۔ مگر موجودہ زمانے کے تجربے اور شہادتیں اس امر کا ثبوت کافی ہیں کہ سوائے خاص حالات کے پیداوار کافی ہوتی ہے گو بعض اضلاع کمزور ہوں۔ مگر اکثر قوت پیداوار میں لاثانی ہیں۔ خود زمینداران بھی بجز خاص موسموں اور فصلوں کے مان لینگے کہ جھاڑ کافی اور پیداوار وافی ہوتی ہے۔ یہ بات جدا ہے کہ کسی فصل یا کسی سال میں امساکِ بارش یا کسی دیگر ایسی ہی وجہ سے پیداوار معمولی حالت میں رہ جاوے۔

## زراعت میں کیوں ترقی ہو رہی ہے

زراعت میں بوجوہات ذیل ترقی ہو رہی ہے:۔

(الف) بوجہ سہل الوصول ہونے وسائل ضروری کے۔

(ب) بوجہ ترقی مردم شماری۔

(ج) چونکہ وسائل میں ترقی ہو رہی ہے اور مردم شماری بڑھ گئی ہے۔ اس واسطے زمین کی جانب لوگ زیادہ جھکتے جاتے ہیں۔ جن لوگوں اور جن قوموں نے کبھی زمین کی طرف خیال اور توجہ بھی نہ کی تھی۔ اب وہ بھی اس طرف جوق جوق آ رہے ہیں۔ سکھوں کے عہد کے مقابلے میں کم سے کم پچیس فی صدی مزروعہ میں ترقی ہو گئی ہے

یا تو کل رقبہ قریباً بنجر پڑا رہتا تھا اور یا اب گو نہ دیہہ تک مزروعہ بنایا جاتا ہے۔ پہلے وقتوں میں صرف جاٹ یا قدیمی زراعت پیشہ ہی زراعت یا کاشت کرتے تھے اس زمانے میں ان نسلوں نے بھی ادھر توجہ کی ہے کہ جن کے باپ دادے اس کو ایک علجان اور تکلیف سمجھتے تھے۔ تجارت پیشہ قومیں بھی اس طرف جھکی جاتی ہیں اور متفرق نسلیں بھی ادھر توجہ کر رہی ہیں۔ گو یہ بھی سمجھتے ہیں کہ زمینوں میں کوئی فائدہ نہیں مگر خیالات کا رجحان زیادہ تر اسی جانب ہے۔ بعض دیہات میں ایسی باریک تقسیمیں ہو گئی ہیں کہ گویا چپہ چپہ بھر کے کھیت بنتے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ اشتہار تقسیم اراضیات پیچھے دیتی ہے اور گاہک پہلے موجود ہو جاتے ہیں۔ فائدہ اور سود مندی کو جدا رکھ کر لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ زمین ایک مستقل جایداد ہے۔ اس واسطے بلا تمیز اس طرف آتے جاتے ہیں۔ اور یہی خاص وجہ ہے کہ زراعت کو دن بدن ترقی اور رونق ہو رہی ہے۔

# باایں ہمہ زمیندار کیوں آسودہ نہیں؟

یہ سوال کیا جاویگا کہ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ زمیندار آسودہ حال ہوں مگر خلاف اس کے یہ امر ثابت ہے کہ زمیندار آسودہ حال نہیں ہیں اور ان میں وہ طاقت نہیں کہ جیسی ہونی چاہئے یا یہ کہ موجودہ حالات میں ان کو بہ ہیئت مجموعی آسودہ حال نہیں کہا جا سکتا۔

٭ بعض اہل الرائے کا خیال ہے۔

(الف) زمینداران صرف اس واسطے ناآسودہ حال ہیں کہ جمع نرم ہے۔

(ب) بوجہ نرم ہونے جمع کے زمیندار محنت کے عادی نہیں ہیں اور نہ ہی اَور علاقوں میں جا کر کشت کاری کرتے ہیں۔

(ج) ان حالات میں جمع سخت کر دینی چاہئے۔

ہماری رائے میں انمیں سے کوئی وجہ بھی زمینداران کی ناآسودگی کی وجہ نہیں قرار دی جا سکتی۔ یہ ایک فرضی کلیہ ہے۔ جس کا نتیجہ ہمیشہ اُمید کے خلاف نکلے گا۔

یہ کہنا کہ زمیندار اس واسطے دن بدن مفلس اور ناطاقت ہوتے جاتے ہیں کہ "سرکاری جمع نرم ہے" ایک ایسا انوکھا خیال ہے۔ کہ جو زمینداران کے حق میں کبھی بھی مفید نہیں ہو سکتا۔ اس وقت جو جمع سرکار نے تجویز کر رکھی ہے۔ ایک مناسب جمع ہے۔ زمینداران سست نہیں اور نہ ہی ان کو موجودہ جمع نے

سست کر رکھا ہے - پنجاب کے زمیندار بہاولپور اور سندھ حیدر آباد تک کشاں کشاں اور وہاں وہاں چلے جاتے ہیں - لائل پور کی آبادی کے وقت کس کو خیال تھا کہ اس قدر لوگ سانڈل بار میں آ جائیں گے - پنجاب کے زمیندار ہر ایک دور دراز فاصلہ پر جانے کو تیار ہیں - اور جا رہے ہیں - اگر نرمی جمع مانع ہوتی تو وہ گھر سے جنبش بھی نہ کرتے - تقسیم مربعات کے وقت یہ تماشا دیکھنے کے قابل ہے کہ کہاں کہاں کے لوگ کس شوق سے ایک ایک مربع اور ایک ایک لائن کے واسطے سرگرداں پھرتے ہیں - صرف ضلع گورداسپور کے واسطے ہی لیٹ کمشنر لاہور کرنل ہچی سن صاحب بہادر نے کئی لاکھ ایکڑ زمین کی ضرورت ظاہر کی تھی - زمیندار سست نہیں ہیں - لیکن اس عمل نے اُن کو ضرور سست بنا دیا ہے کہ بعض اوقات اُن کی ضرورتوں کو نظر انداز کر کے اور لوگوں کو جو زمیندار نہیں ہیں اراضیات دی جاتی ہیں یہ خارجی حصہ دار شامل ہو کر زمینداران کے حقوق کو ایک عجلت اور ایک وسعت سے تلف کرتے جاتے ہیں - بلحاظ ضروریات موجودہ اور بعض اضلاع کی باریک تقسیم اراضیات کے - اصول تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ سب سے اوّل زمینداروں کا پیٹ بھرا جائے جو کچھ بچے بچا ہے وہ اوروں کو دیا جائے اگر زمینداران کی ناآسودگی کی وجوہات میں ایک وجہ بھی ایزاد کر دکھاوے کہ -

(الف) ان کو بوجہ ضرورت اور باریک تقسیم کے ابھی اور اراضیات کی ضرورت ہے -

(ب) اُن کے حصوں میں اَور لوگ بھی شریک و سہیم بن گئے ہیں - اس واسطے وہ آسودہ حال نہیں ہیں تو بمقابلہ اُس کے زیادہ تر موزوں ہوگا کہ -

"جمع کی نرمی اور سستی اُن کو تنگ حال بنا رہی ہے"

اور کیا یہ تحقیقات کر لی گئی ہے کہ جن اراضیات اور جن رقبوں کی جمع سنگین ہے اُن کے مالکان نسبتاً زیادہ تر آسودہ حال ہیں اور محنت کے عادی -

بعض اقطاع اراضی کی جمع آبیانہ وغیرہ ملا کر ۵عہ ۵عہ اور للعہ۵ فی ایکڑ تک بھی ہے - لیکن افسوس ہے کہ اُنکی حالت بھی بہ حیثیت مجموعی قابل افسوس ہی ہے - میرے خیال میں جن لوگوں نے سنگینی جمع کو زمینداروں کی آسودہ حالی کا اصول قرار دیا ہے اُنھوں نے زمیندارہ حالت کا ہمدردی سے مطالعہ ہی نہیں کیا ہے یہ مان کر کہ زمیندار آسودہ حال نہیں ہیں تنگ ہیں خراب ہیں مبتذل ہیں یہ راشے دینا کہ جمع اور بھی سخت کیجائے عقلا ہی ہے کہ ہمدردی کا مقیاس کیسا ہے اور ایسے لوگوں کو کیفیات اور حالات زمیندارہ پر کیسا عبور ہے - سبب حکومت انگلشیہ سے زمینداروں کی آسودگی اور ناآسودگی کا سوال زیر بحث رہا ہے

لیکن اس سوال کا یہ جواب کہ جمع اَور بھی سخت کیجاوے ایسا ہی جواب یا خیال ہے کہ زمینداران کو بوجہ سختی جمع کے تباہ حال ہیں۔ عالیجناب لارڈ کرزن بالقابہ تو یہ فرمائیں کہ گورنمنٹ نرمی کی طرف بڑھ رہی ہے اور ادھر یہ درخواست ہو کہ اَور بھی سخت کی جاوے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ایک وہ زمانہ تھا کہ مسٹر اڈوارڈز صاحب سابق کلکٹر بدایوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ "زمینداران کی ناآسودگی کا بڑا باعث قانون دیوانی تھا جو زمین کی بابت مروج ہوا تھا۔ اس قانون اور ضابطہ کے مطابق حقوق ملکیت زمین ادنیٰ قرضہ کے عوض بھی عدالت کے حکم سے نیلام ہو جاتی تھی اور اُن حقوق کو بیگانے لوگ جنہیں اُن زمینداروں سے کوئی ہمدردی اور اُنس نہ تھا خرید لیتے تھے۔ اور اِس وجہ سے پُرانے زمیندار دن بدن مفلس ہوتے جاتے تھے"

اور ایک یہ زمانہ ہے کہ گورنمنٹ کو جمع کے اَور بھی سخت کرنے کی تحریک کی جاتی ہے۔ ہماری رائے میں جو لوگ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ زمیندار محض سنگینی جمع کے سبب سے مفلوک الحال ہیں اور سرکاری جمع سخت ہے۔ وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جمع اَور بھی سخت کیجاوے۔ اُنھوں نے بھی ایک غلط رائے قائم کی ہے۔

کس سے میں کروں اپنے اطبا کی شکایت
سمجھے ہیں وہ کچھ حال میرا اور ہی کچھ ہے

چند سالوں سے زمینداروں کی حالت پر بحثیں ہوتی ہیں اور اپنی اپنی رائے کے موافق ہر ایک شخص موجباتِ ناآسودہ حالی کو بیان کر رہا ہے۔ ہر ایک شخص کے پاس دلائل ہیں۔ جہاں اَور بواعث کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں یہ خیال بھی ظاہر کرتے ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ کے قوانین مال اور اصولِ تشخیصِ مالیہ زمینداران کی خرابی اور خستہ حالی کا موجب ہیں۔ اُنکے خیال میں:۔

(۱) مالیہ سخت ہے۔ (۲) اصولِ تشخیصِ اراضی سنگین ہے (۳) میعادی بندوبست بھی خرابی کا ایک موجب ہے۔ (۴) نقدی مطالبہ کا خراب اصول ہے۔ یہی موجبات ہیں کہ جنھیں آج کل کی تعلیم یافتہ جماعتوں میں سنگین اعتراضات کی صورتوں میں بیان اور پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے اِن ہر چہار موجبات کو وزن کیا اور خوب سوچا ہے تو میری

رائے میں زمینداران کی موجودہ خرابی اور ابتری کو سراسر گورنمنٹ کے ماتھے تھوپنا ایک مبالغہ آمیز بات ہے اور اس امر کی دلیل ہے کہ معترض جماعت نے اصلیت کو چھوڑ دیا ہے یوں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ اور بھی رعایت دیوے لیکن یہ کہنا کہ گورنمنٹ سختی کر رہی ہے اور اس سختی سے ہمارا یہ حال ہو رہا ہے ایک کفران نعمت ہے۔

میری رائے میں زمیندارہ وجود گو بیمار ہے مگر ہنوز مایوس العلاج نہیں ہو چکا ہے ابھی اس کے رگ و ریشہ میں صحت کا خون دورہ کر رہا ہے۔ اس کے وجود میں چند عارضے پیدا ہو گئے ہیں جو چند خارجی اور اندرونی مواد کا اثر ہیں۔ یہ عوارض اور یہ مواد صرف گورنمنٹ کی عدم توجہی کا اثر نہیں ہیں۔ اور نہ ہی محض جمع کی سنگینی کی وجہ سے۔ اکثر یا بعض حصے اس عارضہ یا اس دم کشی کے خود زمینداران اور دیگر لواحقوں اور متعلقوں کی بے اعتنائیوں کا اثر اور نتیجہ ہیں۔

# گورنمنٹ کا فرض

گورنمنٹ کا فرض اور اعلیٰ ہمدردی یہ تھی کہ وہ اس فرقہ کے واسطے ہر ایک طرح سے امن اور آزادی کی نعمت عطا کرے اور ان بیرونی اور اندرونی دقتوں کو دور کرنے کی کوشش کرتی رہے کہ جو تجارت اور زراعت کی سدِ راہ ہیں۔ گو زمانہ گذشتہ میں تجارت کا زراعت کے ساتھ زیادہ تعلق نہ ہو اور زمینداران کو تجارت سے کافی فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملتا رہا ہو لیکن اس زمانے میں عام تجارت کو زراعت سے ایک گاڑھا تعلق ہوتا جاتا ہے۔ اور زمینداران بھی چاہتے ہیں کہ نرخ کی گرانی اور غلہ کی مانگ سے فائدہ اٹھائیں اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ ایک زمیندار کی پیداوار کھیتوں میں پڑی رہے اور بیوپاری لوگ اپنے بتے چڑھا کر سستے داموں خرید لیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ زمیندار اپنی پیداوار پورے داموں اٹھے اور دور دور جائے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ تجارت پر ایسا نرخ محصول لیوے کہ جو تجارت کے مؤید اور اوائگی کے قابل ہو۔ گورنمنٹ کا یہ بھی فرض ہے کہ زیادہ پیداوار کی صورت میں زمینداروں کے ساتھ اپنے فائدہ کی خاطر بدعہدی نہ کرے اور ہر ایک کو معاملہ مالیہ کی پابندی سے پورا انصاف دیوے۔

گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے کہ جو فصلیں آفاتِ سماوی اور ارضی کی وجہ سے خراب ہو جاویں اور اُن میں نقص آجاوے تو معاہدہ کے خلاف نرمی کرے اور بذریعہ التوا یا معافیٔ مالیہ کے زمینداران کی مدد کا باعث ہو۔ اور اُن کو خارجی طور پر بھی ہر ایک قسم کی امداد دیوے۔ یہی باتیں ہیں کہ جو رعایا کے لوگ اپنی گورنمنٹ سے زمیندارہ کے متعلق مانگ سکتے ہیں۔ اور جن کی زمیندارہ کو ضرورت ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ اِن باتوں کے پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتی ہے۔ یا اُس کی اِس طرف توجہ نہیں ہے۔ یہ کہکر خاموش رہنا کہ گورنمنٹ کے قصور سے ہی زمیندار تباہ حال ہیں اور گورنمنٹ کی لاپروائی قحط کا موجب ہوتی ہے۔ یا گورنمنٹ کا سنگین مالیہ اور غیر استمراری بندوبست اور طریقِ وصولی ہی اِن آفات کا موجب ہیں۔ ایک بعید از انصاف اور دور از قیاس گفتگو ہے۔ جو لوگ اس قسم کے لگاتار اعتراضات کے عادی ہو گئے ہیں اور ایسی قیاسی باتوں پر ایک خوفناک نتیجہ نکالتے ہیں در اصل اُنھوں نے نہ تو تجربہ کرکے یہ رائیں قائم کی ہیں۔ اور نہ ہی اُن کو اصلیت کا اب تک علم ہوا ہے۔

## اِن اعتراضات کی اصلیت

جو جو موٹے موٹے اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں اور جن کے پیش کرنے والے بڑے بڑے سمجھدار لوگ بھی ہیں۔ اور جن میں سے ایک اعلیٰ درجے کے سمجھدار تعلیم یافتہ مسٹر رومیش چندر دت بھی ہیں۔ ایسے ہیں کہ اِس مضمون میں مختصر طور پر اُن کی اصلیت کھولی جاوے۔ کیونکہ اگر اُن کی حقیقت کا اظہار نہ کیا جاوے تو زمیندار اور خود گورنمنٹ بھی اصلی علاج سے بیخبر رہیگی جب تک وہمی طور پر مرض کا علاج کیا جاوے۔ تب تک کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ہے۔ معترضوں نے جن موجبات کو مرض زمیندارہ کا اصلی سبب سمجھ رکھا ہے وہ درست نہیں ہے۔ زمیندار سمجھ لیں کہ اُن کو عارضہ کیا ہے اور پھر اپنا علاج شروع کریں۔ صرف یہی کہے جانا کہ محض سنگینی جمع کے سبب سے زمیندار تباہ ہو رہے ہیں ایک فریب دہ پولیسی ہے۔ مَیں نے پہلے چار اعتراض پیش کئے تھے اَب مَیں اُن کے ساتھ یہ بھی ضم کرتا ہوں کہ۔ گورنمنٹ کا طریقِ وصولی درست نہیں ہے

اب اعتراضات کا نقشہ حسبِ ذیل ہوگا۔

(الف) گورنمنٹ کا مالیہ سخت ہے۔

(ب) - اصولِ تشخیص اراضیات سنگین ہے۔

(ج) - میعادی بندوبست موجب بربادی ہے۔

(د) - نقدی معاملہ موجبِ زوال زمیندارہ ہے۔

(ہ) - طریق وصولئ مالیہ سخت ہے۔

(اوّل) - جو لوگ گورنمنٹ کی شرح مالیہ کو سخت کہتے اور محض اسی کو زمینداران کی بربادی کا موجب ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ایک سخت مغالطہ میں ہیں نہ تو وہ اِس شرحِ مالیہ کو ماقبل کے زمانوں سے ٹکر دیتے ہیں اور نہ ہی موجودہ دیسی حکومتوں کے پیمانوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور نہ ہی اس بات پر غور کرتے ہیں کہ پیداوار کے مقابلہ میں اِس شرح کی مقدار کیا ہے۔

کچھ شک نہیں کہ مسٹر رومیش چندر دت نے اس بارہ میں بڑی محنت اور خوض سے اعتراضات کئے ہیں مگر مسٹر ممدوح بغیر کسی قسم کی واقعی دلیل کے اپنے اعتراضات کو صحیح قرار دینے میں فاضلانہ غلطی کرتے ہیں۔ بالخصوص پنجاب کے متعلق اُن کے اعتراضات بالکل چسپاں نہیں ہیں۔ گورنمنٹ کا مالیہ سخت اور سنگین نہیں ہے۔ وہ بمقابلہ ازمنہ گذشتہ اور موجودہ دیسی حکومتوں کے نرم ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کس قسم کی زمین ہے اور اس کی قوت پیداوار کیا ہے۔ اور اس پر کس قسم کا مالیہ مقرر ہونا چاہئے۔ مالک کو کیا ملتا ہے اور اُس کا خرچ کیا ہوتا ہے اور کاشتکار کے پلّے کیا پڑتا ہے۔ حصۂ کاشتکار نکال کر باقی کیا رہتا ہے اور اُس میں سے گورنمنٹ کا کیا حق ہو سکتا ہے۔ اگر اس مقابلہ سے گورنمنٹ کا مالیہ سخت ہو تو بیشک قابلِ اعتراض ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اِس مقابلے سے مالیہ کی شرح نرم نکلتی ہے۔ گورنمنٹ کے عہد میں جس قدر بندوبست اب تک ہو چکے ہیں اُن سب کی رپورٹیں لے کر پڑھو اور پھر لکھو کہ اندازہ کیا لگایا گیا۔ کیا نکلتا رہا۔ اور اخیر پر قائم کیا ہوا۔

اصل بحث یہ ہے کہ زمینداران پنجاب بوجہ سنگینئ جمع کے خراب ہو رہے ہیں زمینداران کی خرابی کا نقشہ ہاتھ میں لے کر خرابی کے موجبات گنتے جاؤ۔ اگر اُس میں مالیہ کی سختی

موجب بھی آجائے تو ہم ذمہ وار۔ کسی ایک گاؤں یا گاؤں کی پتی کا نقشان دے سکتے ہیں کہ محض
سختی جمع کے سبب زمیندار گاؤں سے نکل گئے یا برباد ہوگئے۔ اگر کوئی ایسی مدد نظیر بتلائی
جاوے تو میں اپنے تمام خیالات کو بخوشی واپس لونگا۔ ہاں اس کے خلاف میں دکھا سکتا
ہوں کہ کتنی دیسی حکومتوں کی زمیندار رعایا بوجہ بدعہدی اور سختی مالیہ کے ملک کے ایک
سرے سے دوسرے سرے تک دھکے کھاتی چلی گئی۔ گاؤں وار داخل خارج کے رجسٹر موجود
ہیں۔ کوئی انتقال اس قسم کا نکال دو کہ جو محض اس خیال سے زمیندار نے بعوض رہن
یا بیع کے کیا ہو کہ جمع سخت تھی اور اس فصل میں ادا نہیں ہو سکتی تھی۔ کوئی رجسٹری دکھاؤ
جس میں زمیندار نے یہ لکھوایا ہو کہ میں نے بوجہ سختی مالیہ کے یہ انتقال کیا ہے۔ کوئی قرضہ
جس میں زمینداران دبے پڑے ہیں ایسا نکال دو کہ جو صرف جمع کی ادائگی کے واسطے
لیا گیا ہو۔ شاید ایسی صورتیں فی صدی پانچ ہوں تو ممکن ہے۔ کیا ان حالات میں یہ
کہا جا سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کا مالیہ سخت ہے۔ یا اس وجہ سے زمینداران مفلوک الحال
ہو رہے ہیں؟۔ اگر معترض صاحبان اُن خاص اسباب کا ذکر بھی کر دیتے کہ جن کی بدولت
وجود زمیندارہ کا خون نچوڑا گیا ہے تو ساری اصلیت کھُل جاتی۔

(دوم) یہ اعتراض کہ اصولِ تشخیصِ اراضی سخت ہے۔ اکثر حالات میں ناواجب ہے
گورنمنٹ جس اصول پر تشخیص اراضیات کی کراتی ہے وہ بہت ہی صاف اور سیدھا
سادہ ہے۔ ایسے عام فہم اصول پر تشخیص کی جاتی ہے کہ جس میں کچھ ابہام نہیں رہتا ہے
باقاعدہ نصفی محاصل تشخیص کی جاتی ہے حصۂ کاشتکاران اور دیگر کل اخراجات کمیان
وغیرہ کے وضع کرنے کے بعد نصف قائم کیا جاتا ہے اور پھر اس میں بھی ترمیم مناسب
کر دیجاتی ہے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ گورنمنٹ صوبہ پنجاب میں چھٹا حصہ وصول کرتی ہے
اور اس سے زیادہ کسی حالت میں نہیں لیا جاتا ہے جب ابتدا میں غلط اندازہ کے طور پر
صاحبان مہتمم بندوبست نصفی محاصل یا چھٹے حصہ کے اندازے جمع کا تخمینہ لگاتے ہیں
تو بعض حالات میں کیا اکثر بلحاظ حالت پیداوار کے بہت ہی سنگین جمع ہر دو شقوق عائد
مروجہ نکلتی ہے۔ مگر صاحبان مہتمم بندوبست اُس میں بہت ہی کمی کر دیتے ہیں تشخیص
کے وقت صرف پیداوار کو ہی مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے بلکہ اصول پر بھی یکساں نظر کیجاتی ہے

(۱) - حالت موجودہ مالکان۔
(۲) - حالت موجودہ مزارعان۔
(۳) - قرضہ۔
(۴) - آسودہ حالی۔
(۵) - محنت و ترددکاری۔
(۶) - چال چلن۔
(۷) - حیثیتِ زمین - حیثیتِ وسائل - مزروعہ وغیر مزروعہ کا فرق۔
(۸) - نرخِ غلّہ۔
(۹) - رہن و بیع اراضیات۔
(۱۰) - اوسط فصل وار اجناسِ کاشتہ۔
(۱۱) - موجباتِ خرابہ و نقصِ فصل۔
(۱۲) - التوا و معافی - و تقاوی۔
(۱۳) - نرخِ زمین۔

ان سب امور کے دریافت کرنے کے بعد اخراجاتِ کمیاں اور خرچہ کاشتکاران کا وضع کر کے اصلی آمدنیٔ مالکان پر بقاعدۂ مذکور جمع جدید تشخیص کی جاتی ہے۔ کیا ان حالات میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ گورنمنٹ کا اصولِ تشخیص ناقص ہے۔ یا اسمیں کوئی سنگینی ہے۔ جو جو صاحبانِ مہتمم بندوبست تشخیص مالیہ کرتے ہیں اگر ان کی سرکاری اور نیم سرکاری خط و کتابت کو دیکھا جاوے تو پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ کس خوش اسلوبی سے گورنمنٹ اور رعایا کے پہلو کو نباہتے ہیں اور کن کن دلائل سے گورنمنٹ کے ساتھ نرمی جمع کی بابت بحث اور جھگڑا کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کسی محال کی تشخیص میں ان سے کبھی کوئی غلطی ہو جاوے لیکن اصول کے طور پر ان پر کبھی الزام نہیں دیا جاسکتا وہ ہمیشہ بچشم بین بلحاظ واقعات کے چلتے ہیں۔ اگر پیداوار فی بیگہ یا فی ایکڑ کا مقابلہ جمع جدید سے کیا جاوے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ پیداوار موجودہ کے اعتبار سے جمع مشخصہ جدید سنگین نہیں بلکہ اور جس اصول پر یہ تشخیص ہوئی ہے وہ بذاتہ بھی سخت نہیں ہر ایک امر قابلہ سے

ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر ہمارے معترضین دیسی ریاستوں کے اصولِ تشخیص سے انگریزی اصول تشخیص کی جانچ کریں گے تو بوضاحت ثابت ہو رہیگا کہ بمقابلہ اُن کے یہاں کے اصولِ تشخیص میں کمال درجہ کی سہولت اور نرمی ہے۔

(سوم) میعادی بندوبست کی بابت ایک بڑا پرانا اعتراض ہے۔ چونکہ میعادی بندوبست کے مقابلہ میں ہندوستان میں استمراری بندوبست بھی ہے۔ اس واسطے میعادی بندوبست کو زمینداروں کی بربادی کا موجب قرار دیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ میعادی تشخیص کی حالت میں

(الف) زمینداران دل کھول کر ترقی زراعت نہیں کر سکتے ہیں۔

(ب) میعادی صورت میں زمینداران پر آئے سال بوجھ پڑتا ہے۔

(ج) عمل تشخیص کنندہ اُن کے حق میں نقصان رساں ثابت ہوتا ہے۔

(د) زمینداران کو بوجہ اس کے خوف رہتا ہے۔ اور بغیر کسی خاص حالت کے جمع جدید قائم کی جاتی ہے اور وہ مسلسل جاری رہتی ہے۔

قریبًا یہی اعتراضات ہیں کہ جو میعادی بندوبست کی نسبت بیان کئے جاتے ہیں استمراری بندوبست بظاہر حالات ضرور آرام دہ اور مفید معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ جہاں جہاں پر دوامی بندوبست کئے گئے ہیں وہاں زمینداران مقروض نہیں ہیں۔ یا یہ کہ اُن اقطاع اور اضلاع میں قحط نہیں پڑتا یا زمینداران اُس سے اثر پذیر نہیں ہوتے ایک فاش غلطی ہے۔ برابر اُن قطعوں میں زمینداران مقروض اور خستہ حال ہیں۔ اور وہاں بھی قحط ہو ہی جاتا ہے۔ صوبہ بنگال میں جہاں استمراری بندوبست ہے ۱۸۹۷ء کے قحط میں ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ اشخاص نہایت سخت مصیبت زدہ حالت میں تھے اور گورنمنٹ کی جانب سے ۲۰۲۶۶۷ پونڈ خرچ کیا گیا تھا۔ اگر بوجہ استمراری بندوبست کے قحط نازل نہیں ہو سکتا ہے اور ایک قدرتی بلا رک سکتی ہے تو نہیں کہا جا سکتا کہ پھر صوبہ بنگالہ کے اس قدر اشخاص کیوں قحط زدہ ہو گئے تھے۔ یہ کہنا کہ میعادی بندوبست آئے دن قحط کا موجب ہوتا ہے ایک ایسا خیال ہے کہ جو ہر ایک سال کے قحط کے مقامی واقعات سے غلط ثابت ہو سکتا ہے۔ ہر ایک قحط عمومًا دو طرح سے نازل ہوتا ہے

**امساکِ بارش۔ نزولِ دیگر آفاتِ ارضی و سماوی۔** ان دو نو اسباب قحط کو

میعادی بندوبست سے کوئی نسبت نہیں۔اسمیں کچھ شک نہیں کہ میعادی بندوبستوں سے گورنمنٹ بھی ایک میعاد کے بعد جدید تشخیص سے نفع حاصل کرتی ہے۔لیکن اُس کے ساتھ ہی بعض اقطاع اراضیات کی جمع میں کمی بھی تو دیجاتی ہے۔جو رقبے اور جو اقطاع زمین ہمیشہ سرسبز اور عمدہ حالت میں رہتے یا رکھے جاسکتے ہیں اُن کے واسطے تو استمراری بندوبست موزوں خیال کیا جاسکتا ہے۔لیکن جہاں زراعتی تکلیفات آئے سال رہتی ہیں کبھی امساکِ بارش ہے۔کبھی طوفان باد ہے۔کبھی مکڑی اور کبھی ژالہ زدگی۔کبھی چوہا ریز۔کبھی سیلاب اور کبھی جھیل اور کبھی طوفانِ آب۔کبھی مستقل۔اور کبھی غیر مستقل۔کبھی بُرد ہے کبھی برآمد۔وہاں دوامی بندوبست کیونکر فائدہ مند ہوسکتا ہے۔دوامی بندوبست کی حالت میں گورنمنٹ کا معاہدہ بھی دوامی ہی ہوگا۔اور بصورت آفات ارضی یا سماوی اور بُرد و برآمد وغیرہ کے گورنمنٹ کو مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ مندرجۂ ذیل رعایتیں زمینداروں کو دیوے۔

(۱)-خرابہ۔
(۲)-معافی۔
(۳)-مجرائی بُردی۔
(۴)-التوا۔
(۵)-ژالہ زدگی۔
(۶)-تقاوی۔

اضلاع پنجاب میں سے کوئی ایسا ضلع نہیں ہے کہ جس کی اندرونی حالت بلحاظ نقص اور خوبی زمین کے یکساں ہو۔ہر ایک تحصیل میں مختلف چکوک ہیں۔ٹھاٹھ۔اُتار۔راوہ۔باگڑ۔روہی۔نالی۔نہرا۔پیرڑی۔ذغیرہ وغیرہ۔اِن چکوک کی حالت مختلف ہوتی ہے پھر باعتبار مستقل اور غیر مستقل کے فرق ہوتا ہے۔اکثر دیہات بُردی کے زیر صدمہ دریا ہوتے ہیں۔اُن کی بُردگی اور برآمدگی دریا کے ہاتھوں رہتی ہے۔ایک ہی سال میں اکثر دیہات کا رقبہ سینکڑوں بیگھوں اور سینکڑوں ایکڑوں میں یک لخت بُرد ہوجاتا ہے اور گاؤں کے گاؤں بے چراغ ہوجاتے ہیں۔مالکان ملکیت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں ایسی

حالت میں گورنمنٹ مجرائی بڑدی دیتی ہے۔ اگر گورنمنٹ کا بندوبست استمراری ہو اور جدید شرائط سے اسکو مشروط کیا جاوے تو ان حالات میں زمینداران اُس سے کیا رعایت لے سکتے ہیں۔ میعادی بندوبست میں مزروعہ اور عموماً نوتوڑ پر جمع تشخیص کی جاتی ہے یا بنجر قابل زراعت پر بہت ہی کم رقم تشخیص یا باچھ ہوتی ہے۔ استمراری حالت میں گورنمنٹ یکساں پرتہ قائم کرسکتی ہے۔ کیا کوئی اس کا جواب ہوسکتا ہے۔ جن اضلاع میں پنجاب کے اندر آئے سال بلائے قحط نازل رہتی ہے اور سالوں کے بعد بارش ہوتی ہے کیا اُن میں استمراری بندوبست کوئی فائدہ دیسکتا ہے۔ ضلع حصار۔ رہتک۔ وغیرہ میں امساک بارش کے باعث سالوں قحط رہتا ہے اور لوگ ملک کے دوسرے حصص میں نکل جاتے ہیں۔ گورنمنٹ التوا کرتی معافی دیتی ہے۔ یہ اُس حالت میں ہے کہ بندوبست میعادی ہے۔ اگر استمراری معاہدہ ہو تو پھر اس کا کوئی علاج ہے۔ بہرصورت استمراری معاہدہ کی صورت میں شرائط کڑی ہونگی اور وہ سخت نقصان رساں ہیں۔ پنجاب کا زمیندارہ یکساں طور پر ایک باریک تقسیم میں دن بدن آتا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں استمراری بندوبست بہت ہی بُرا اثر پیدا کریگا۔ اور اخیر پر ہر ایک چھوٹا بڑا حصہ دار اس کی زد میں آجاویگا جس کا پھر کوئی علاج نہو گا۔

میعادی بندوبست تب ہی شروع ہوتا ہے کہ جب نرخ میں ترقی ہوتی اور پیداوار بڑھ جاتی ہیں اور مالکان مزارعان سے زیادہ وصول کرتے اور اضافہ لگان کراتے ہیں اور بنجر شگافی ہو کر نوتوڑ اور مزروعہ میں بیشی ہو جاتی ہے اور ہر ایک قسم کی آبپاشی میں نمایاں ترقی دکھائی دیتی ہے۔ اِن حالات میں نہیں کہا جاسکتا کہ ناجائز طور پر تشخیص جدید کی جاتی ہے۔ اگرچہ استمراری صورت میں مالکان میعادی ترمیم جمع سے محفوظ ہوجاتے ہیں مگر اُن کا کچھ حصہ ناقابلِ زراعت یا بنجر پڑ جاوے تو پھر اُن کو گورنمنٹ سے کیا اُمید رکھنی چاہئے۔

میعادی بندوبست کی صورت میں کہا جاتا ہے کہ زمینداران دل کھول کر ترقی نہیں کرسکتے اور اُن کو عملہ کی سخت گیری تنگ کرتی ہے اور وہ ایک خوف کی حالت میں رہتے ہیں یہ صرف قیاسات ہیں اگر میعادی بندوبست کی حالت میں زمینداران ترقی سے گریز کرتے ہیں تو کیوں ہر بندوبست کے بعد مزروعہ میں کافی ترقی ہو جاتی اور

کیوں زراعت بڑھ جاتی ہے - چو سالہ - سرسری - قانونی - ثانی - ثالث بندوبستوں کے بعد جدید بندوبست میں ثابت ہو جاتا ہے کہ مزروعہ میں کافی ترقی ہوئی ہے - زمینداروں کو کوئی خوف نہیں رہتا وہ برابر اپنی چال پر مزروعہ کرتے جاتے ہیں - یہ ضرور ہے کہ جدید بندوبست سے جریب کشی وغیرہ کے خرچ زمینداروں کے سر پڑتے ہیں - سابقہ بندوبستوں کی نسبت اب ان اخراجات میں عملہ بندوبست کی جانب سے نسبتاً سہولت ہے اور کوشش ہو رہی ہے کہ ایسے اخراجات میں معقول کمی کی جاوے - اگر گورنمنٹ اور صاحبانِ مہتمم بندوبست اس طرف اَور بھی توجہ کریں تو زمینداروں کو سہارا مل سکتا ہے اور زمینداراں کا حق ہے کہ اس کی بابت گورنمنٹ سے ادب کے ساتھ عرض کریں کہ اُن کو اِن پیمائش کے اخراجات سے سبکدوش کیا جاوے - اور ہمارے خیال میں یہ ہی فیصلہ ہونا چاہئے کہ کہاں تک زیادہ سے زیادہ میعاد رکھی جاسکتی ہے - بہت ہی چھوٹی چھوٹی میعادوں سے آباد اضلاع کا بندوبست کرتے جانا زمینداروں کے واسطے گونہ تکلیف ہے - پہلے کی طرح کم سے کم ۳۰ یا ۴۰ سال کی میعاد ہونی چاہئے - البتہ غیر آباد ضلعوں میں ۲۰ یا ۳۰ سال تک رکھی جاسکتی ہے

(چہارم) نقدی معاملہ بمقابلہ بٹائی کے سود مند نہیں ہے - یہ مسئلہ اُسی حالت میں درست معلوم ہوتا ہے کہ جب تک اعتراض کرنے والوں کے معاملہ کی تہ پر غور نہیں کی ہے - اگر غور کر لیجاتی تو اس کو کبھی مفید نہ سمجھا جاتا - قبل اس کے کہ ہم بٹائی کی تجویز پیش کریں یہ تو دریافت کر لینا لازمی ہے کہ آیا اس کو زمینداران بھی منظور کرتے ہیں - جہاں تک کمیشن نے اس بارہ میں زمینداروں سے دریافت کیا ہے کسی زمیندار کو بھی بٹائی دینا منظور نہیں ہے - کوئی بھی زمیندار ایسا نہیں ہے کہ جو اِس کو بمقابلہ گورنمنٹ کے منظور کرتا ہو زمیندار یہاں تک آزادی پسند ہو چلے ہیں کہ باوجود اس کے کہ غیر مستقل جمع میں اُن کو فائدہ ہے لیکن صرف اس خیال سے مستقل چاہتے ہیں کہ وہ بلا خدشہ ایک مقررہ رقم فصلوار ادا کر دیا کریں - یہ خیال کہ بٹائی کی صورت میں زمینداروں کو آرام ہوگا ایک خام خیالی ہے بٹائی کی صورت میں گورنمنٹ کو عملہ بڑھانا پڑیگا اور کُل زمیندارہ ایک بھاری عملہ کے ہاتھوں میں آجاویگا - گورنمنٹ بٹائی کی صورت میں اُنھیں شرحوں سے مالیہ مقرر کریگی کہ جو اب ہیں پھر زیادہ تر تکلیف میں پڑنیکے سوا زمینداروں کو اَور فائدہ کیا ہوا ہے -

بٹائی کی صورت میں یا تو کنکوت کی ضرورت ہوگی اور یا محصل رکھے اور اکٹھے بٹھائے جاویں گے اِن دونو حالتوں میں زمینداروں کو ایسی تکلیف ہوگی کہ جس کے وہ کسی حالت میں بھی متحمل نہ ہو سکیں گے - نوابوں - سکھوں - اور دیوان مولراج کے عہد میں بٹائی کا عمل تھا لیکن باوجود طرح طرح کی کوششوں کے بھی بٹائی کو ایک آفت اور وبال جان خیال کیا جاتا تھا - محافظ اور محصل ہر کونہ کھیت پر بیٹھے رہتے تھے - میرے پاس ایک مسن زمیندار ملتان نے بیان کیا کہ دیوان مولراج کے عہد میں گو انصاف کا چرچا زبان زدِ عام تھا مگر بٹائی کا ظلم و تعدی سب ظلموں کا سرتاج تھا - اگر بھولے سے بھی کوئی مویشی زراعت یا کھیت کے اردگرد کونہ سے بھی گذر جاتا - تو تمام مویشی پکڑے جاتے اور زمیندار یا کاشتکار کے تمام خاندان پر ایک بلا آجاتی - تمام کاشتکاروں کی مویشی زراعت کے دنوں میں منہ بندھے پھرتے تھے - اور پھر طرہ یہ کہ جس قدر غلہ بٹائی کا آتا وہ بس بھاتے نرخ پر کاشتکار اور مزارع کو ہی دیا جاتا او - اُس سے روپیہ نقد وصول کر لیا جاتا تھا - یہ ایک ایسی سختی تھی کہ جو مزارعان کے حق میں ایک سخت آفت تھی -

نقدی کی حالت میں گورنمنٹ کو دو سَو - یا تین سَو - یا پانچسَو اور سات سَو مواضعات کے لئے ایک ایک تحصیلدار اور عملہ تحصیل رکھنا پڑتا ہے - یہ اِس واسطے کہ زیادہ خیال نہیں ہے - جنسی لگان کی حالت میں ایک ایک تحصیل کی چار تحصیلیں ہو جاویں گی - سکھوں اور دیوان مولراج کے عہد میں جو چپے چپے کارروائیاں تھیں اُس کی وجہ ہی یہ تھی کہ لگانِ جنسی تھا اور زیادہ تر عملہ کی ضرورت رہتی تھی - کیا زمینداران یا زمینداروں کے بہی خواہ ان تکالیف کے قبول کرنے کو تیار ہیں - ہرگز نہیں -

بٹائی کی صورت میں یہ خیال کسی قدر تسکین دہ تو ہے کہ کم پیداوار کی حالت میں گورنمنٹ کا حصہ بجزہ تھوڑا نکلیگا - مگر جب پیداوار بہت ہوگی تو اُس وقت کیا ہوگا -

(پنجم) یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ طریقِ وصولئ مالیہ سخت اور سنگین ہے - میں ابتک اس کو نہیں سمجھا کہ اس طریق میں کیا سختی ہے - وصولی اور بقایا کے واسطے سیادہ اور نرم قواعد مقرر ہیں اور ایک عمدہ طریق پر وصولی کی جاتی ہے - وصولی اور بقایا کے متعلق جس قدر تدارکات عمل میں لائے جاتے ہیں وہ معمولی ہیں آپ اس سے زیادہ اور

کیا سہولت ہو سکتی ہے۔ گورنمنٹ نے اِن قواعد پر عمل کرنا دیسی عہدہ داران کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ دیسیوں کی جانب سے اس عمل میں بعض اوقات غلطیاں سرزد ہوتی ہیں اور بیشک زمینداروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ کبھی کبھی تحصیل کا عملہ بالخصوص اِن تکلیفات کا موجب ہوتا ہے۔ سیاہہ نویس و اصلباقی نویس۔ خزانچی۔ قارق اور چپراسیان و ملکوتیان کے ہاتھ سے زیادہ تر خرابی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کا جواب دہ کون ہے عملۂ تحصیل یا اُن کے ہیڈ تحصیلداران جہاں تک مَیں نے تحصیلداری کی حالت میں تجربہ کیا ہے۔ اگر تحصیلدار دیانت اور ہوشیاری سے ان نقصوں کی اصلاح اور زمینداروں کی مدد میں حصہ لے تو عملۂ تحصیل کی اکثر زیادتیاں بند ہو جاتی ہیں۔ مَیں کسی حالت میں بھی قبول نکرونگا کہ چھوٹے میل کا عملہ اپنی جلدبازیوں سے قطعًا باز آجاوے۔

اگر قصور ہے تو خود ہمارا قصور ہے۔ از ماست کہ بر ماست۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر تحصیلدار متدین ہو تو وہ رعایا اور سرکار کے درمیان ایک اچھا اور چلتا وکیل ہے وہ رعایا کی غرضوں اور مشکلات کو بہ خوش اسلوبی حل کرا سکتا ہے اور گورنمنٹ توجہ کرتی ہے۔

عملۂ تحصیل ہی بدنام نہیں ہے۔ دیگر عملے بھی جن کے ہاتھوں میں گروہ زراعت کے بہت سے معاملات ہیں اس فرقہ پر رحم نہیں کھاتے عملہ تحصیل کے ہاتھ میں گروہ زمیندار کا پوست اور چمڑا ہے۔ اور دیوانی اور فوجداری کے بعض ہاتھوں میں خون کی رگیں دی گئی ہیں اگر یہ چمڑا اُتارتے ہیں تو وہ خون چوستے ہیں۔ مَیں پھر کہونگا کہ از ماست کہ بر ماست۔

* مقدمات میں جائز اخراجات ہی مثل کورٹ فیس طلبانہ خرچہ بعض اوقات اہل مقدمات زمینداران کو اسقدر زیربار کر دیتے ہیں کہ انہیں مدت تک ہوش نہیں آتی۔ لیکن اس کے علاوہ ناجائز اخراجات شروع سے آخر تک بالخصوص زمینداران کو اسقدر اُٹھانے پڑتے ہیں کہ جس کی سالانہ تعداد سرکاری جمع سے کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ کوئی محکمہ ایسا نہیں کہ جس میں کم و بیش ناجائز خرچ نکرنا پڑتا ہو بہت سے مقدمات میں غریب زمیندار زمین گرو یا بیچ کر کے اہلکاروں کو راضی کرتے ہیں چونکہ اہلکاروں کا مذاق بگڑ رہا ہے اسواسطے زمینداران یہی سمجھتے ہیں کہ بغیر ناجائز تحریک کے مطلب برآری ہونا مشکل ہے۔ اسوقت زمینداران دراصل تین جمع ادا کرتے ہیں۔ اصل جمع۔ جمع اخراجات مقدمات۔ جمع رشوت ساِن

تینوں جمع کے ہوتے زمیندارہ کیونکر آسودہ رہ سکتا ہے۔ لگان کا یا تنگ مذاق گزرتا ہے کہ جب گورنمنٹ (گماشتہ گپ) اہلکاروں کی تادیب کرتی ہے تو قوم کے چیدہ چیدہ لوگ بھی گورنمنٹ کے خلاف ہو کر واویلا شروع کر دیتے ہیں اور جو لوگ گورنمنٹ کا ہاتھ بٹاتے ہیں اُنکی حسبی لی جاتی ہے۔ اور اس پر یہ سرد مہری ہے کہ جو لوگ ستدیق اور ایمان دار ہیں نظا ہر حالات انکو کوئی تمیز نہیں دیجاتی۔ سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکا جاتا ہے۔ رعایا اور ملازم دونو سمجھتے ہیں کہ دیانت داری درحاصل کوئی طاقت نہیں ہے۔ جن اضلاع میں بیدار مغز اعلےٰ افسران ہیں کچھ نہ کچھ نوٹس لیتے ہیں وہاں اُن کی موجودگی تک گونہ فرق رہتا ہے۔ ورنہ ہماں کاسہ ہماں آش۔ کیا ان حالات میں یہ اُمید ہو سکتی ہے کہ زمیندارہ اس دست برد سے محفوظ رہے گا۔ اور کیا اُن کے دن بھی پلٹے کھائیں گے۔ سُنری جمع کو ہی نہ کو سو آنکھیں کھولو دیکھو کہ تمھارے بھائی بند ہی کیا کچھ کر رہے ہیں۔

اور سال بھر میں کتنی جایدادیں اور کتنا روپیہ انکی جیبوں میں کھپ جاتا ہے۔ اگر کسی تحصیل کی لاکھ جمع ہے تو دہ لاکھ روپیہ ہم روشن ضمیر اہلکاروں کی نذر ہو جاتا ہے۔ قہر خدا۔ بعض اوقات سرکاری جمع کی وصولی میں فالتو جمع وصول کی جاتی ہے۔ اس سے خیال کر لیجئے کہ **معاملہ تا بکجا رسید**۔

اے دل اِس دَور میں ایسی نہیں سُنتا کوئی
نہ کر اِس قِصّے کو اَب ذکرِ وفا رہنے دے

# زمینداران اور اُن کی اصلاح

یہ بات مان لیجاوے گی اور مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ بحیثیت مجموعی زمینداران پنجاب کی حالت اچھی نہیں ہے۔ وہ قرضدار ہیں اور خستہ حال او تنگدست۔ اُن کی اراضیات اور اُن کی ملکیتیں اکثر رہن اور بیع ہو چکی ہیں۔ اُن کا قرضہ اُن کی تنگ حالی۔ اور اُن کا ادبار دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ وہ باوجود عمدگی وسائل اور امن و آبادی کے خستہ حال ہوتے جاتے ہیں۔ یہ سب باتیں اور اِن سب حالات کو مان کر یہ خیال آتی ہے

(الف) کیوں اور کس واسطے زمینداروں کی ایسی حالت ہو رہی ہے؟

(ب) گورنمنٹ کی عدم توجہی یا سنگینی جمع کا یہ اثر ہے یا کوئی اَور بات ہے؟۔

جہاں تک میں نے اس مضمون پر غور کی اور زمینداروں کی موجودہ حالت کو بنظرِ غور سوچا ہے۔ یہ کہنا کہ صرف گورنمنٹ کی لاپروائی اور سنگینی جمع سے زمینداران پنجاب تباہ حال ہو رہے ہیں ایک فریب دہ خیال ہے۔ جن لوگوں نے یہ عجب خیال پیدا کیا ہے اور جو اُس کو واقعی سمجھتے ہیں میری رائے میں اُنہوں نے اب تک اس سوال کے ضروری پہلوؤں کو سوچا ہی نہیں۔ زمینداروں کے دلوں میں اس خیال کو بٹھاتے جانا کہ اُن کی تباہی اور اُن کی بربادی کا اصلی موجب سنگینی جمع ہی ہے۔ خود زمینداروں کو خراب کرنا اور ایک اُلٹی راہ پر لگانا ہے۔ زمینداروں کو تا وقتیکہ اصلیت سے آگاہ نہ کیا جاوے وہ ایسے فریب دہ خیالات سے کوئی عملی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ پنجاب کے زمینداران بیمار اور خستہ حال ضرور ہیں لیکن اُن سے اُنکی بیماری کے اصلی اسباب کا چھپانا اور فضول اور وہمی اسباب کی طرف توجہ دلانا اُن کو علاج کے اصلی طریقوں سے محروم کرنا ہے۔ جب تک زمینداران اپنی بیماریوں کے اصلی اسباب اور موجبات کو سمجھ نہیں لینگے تب تک یہ امید کرنا کہ وہ اپنی مدد آپ کر سکینگے مشکل ہے۔ ہر جا ہر طرف سے بلا سوچے سمجھے کہے جانا کہ پنجاب کے زمینداران سنگینی جمع کے سبب تباہ ہوتے جاتے ہیں ایک ایسا راگ ہے کہ جس کی کوئی سُر تال درست نہیں۔ میری رائے میں زمینداروں کی تباہی اور اِدبارِ موجودہ کا باعث محض سنگینی جمع نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اسباب کچھ اَور ہی ہیں۔ گورنمنٹ کی جمع نسبتاً نرم ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی بندوبست میں ضلع کے بعض حصوں یا بعض دیہات میں سخت جمع بھی لگائی گئی ہو۔ لیکن اصول کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عموماً تشخیص جمع موجودہ کے قواعد کی بنیاد زیادہ تر نرمی پر ہے۔ یہ بات اُس وقت زیادہ تر وضاحت ثابت ہو سکتی ہے کہ جب ہم گورنمنٹ انگریزی کے اِرد گرد کی دیسی حکومتوں موجودہ اور گذشتہ کے ساتھ موجودہ جمعوں سے انگریزی جمع کے پیمانہ اور طریق وصول اور تشخیص کا مقابلہ کریں گورنمنٹ نے اصول تشخیص جمع جدید کے قواعد کی ترمیم اور عمدگی کے سوائے اور ضروری امور سے بھی زمینداروں کو محروم نہیں رکھا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اکثر امور میں سے بعض امور اور بھی زیادہ تر توجہ کے قابل ہوں۔ میری رائے میں زمینداران پنجاب کی خرابی اور ادبا

کے موجبات میں سے موجبات ذیل زیادہ تر توجہ کے قابل ہیں:-

(الف) پنجاب کا زمیندارہ کسی باہمی ضابطہ کا متبوع نہیں۔

(ب) پنجاب کے زمینداروں میں قانون خود حفاظتی نہیں۔

(ج) - موجودہ طریقہ داد و ستد نامکمل اور اخیر پر تکلیف دہ ہے۔

(د) - زراعتی ترقیات کی خاص کمی ہے۔

(ہ) - زمیندارہ کا تعلیمی کورس ابتک ناقص ہے۔

(و) - زمینداروں میں اصولِ سرمایہ یا تو بالکل ہی نہیں - یا کم از کم قابلِ اصلاح ہے۔

# شش امور متذکرۂ بالا کی مزید تشریح

(۱) یہ بحث کہ پنجاب کا موجودہ زمیندارہ کسی باہمی ضابطہ کا متبوع نہیں ہے، یہ مطلب نہیں رکھتا ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے زمینداروں کے واسطے کوئی ضابطہ یا قانون مقرر نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی جانب سے ضابطے مقرر ہیں اور اگر کچھ کسر تھی تو وہ ایکٹ سیم اسنہ ۱۹۰۱ء نے کسی قدر پوری کر دی ہے اور امید ہے کہ باقی کی کسر بھی رفتہ رفتہ اپنے وقت پر نکل جاویگی - اس فقرے سے یہ مطلب ہے کہ پنجاب کا زمیندارہ اپنے وسیع تعلقات کے اعتبار سے اور باہمی نظم و نسق کے لحاظ سے کوئی باہمی ضابطہ نہیں رکھتا ہے۔ زمینداران میں کوئی ایسا قومی قانون یا ضابطہ نہیں ہے کہ جس کے سہارے اُن کے بعض امور اور بعض تنازعات سوائے قانون گورنمنٹ کے فیصلہ پا سکیں۔ اُن کی چھوٹی سی چھوٹی آرزو اور حاجت بھی قانون سرکاری سے جکڑی ہوئی ہے۔ اُن کے وہ جھگڑے اور وہ معمولی تنازعات جو تپاکی اور گڑ - یا ایک پیسہ سے شروع ہو کر ہزاروں تک جا رہے ہیں - یا تو وکیلوں کے محتاج ہیں یا عرضی نویسوں اور اجنٹوں کے اور یا اُن اہلمدوں اور اُن اہلکاروں کے جن کے ہاتھ اُن کا سیاہ و سفید ہو جاتا ہے زمینداروں میں جس قدر تنازعات پیدا ہوتے ہیں اُن میں سے فیصدی پچاس کی مقدار زمین ہوتی ہے یہ تنازعات رفتہ رفتہ دیوانی - مال بلکہ فوجداری کی صورت اختیار کرتے جاتے ہیں۔

اگرچہ ابتدائی حالت میں محض سادہ اور معمولی ہوتے ہیں مگر جب بدقسمتی سے قانونی سانچوں میں ڈھلنے شروع ہوجاتے ہیں تو اس قدر پیچیدہ اور سنگین بن جاتے ہیں کہ اُن کے سلجھانے اور حل کرنے میں ہزاروں کا خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ قانونی کمروں میں ایسے تنازعات کیسے ہی سنگین اور پیچیدہ ہوجاویں لیکن یوں وہ صاف ہوتے ہیں۔ اگر زمیندارہ جماعت میں بیٹھ کر خود زمیندار ہی اُن کا فیصلہ کرنا چاہیں تو کوئی مشکل عائد نہیں ہوسکتی اور نہ ہی فیصلوں کی مبسوط جلدیں دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک زمیندار (جس پر تمام واقعات روشن ہوتے ہیں) اُن کو دس منٹ میں فیصلہ کرسکتا ہے۔ اِن تنازعات زمینداران سے فساد اور شرارت ہی نہیں بڑھتی بلکہ اخراجات اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ الامان۔ کیا کبھی کسی نے یہ اندازہ کیا ہے کہ ایسے معمولی جھگڑے طول پاکر کس قدر تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔ کیا کبھی یہ سوچا گیا ہے کہ ایسے تنازعات پر کس قدر صرف ہوتا ہے۔ کیا اس کے ساتھ یہ بھی خیال کیا گیا ہے کہ یہ زائد صرف زمیندار کس آمدنی یا کس مدمیں سے ادا کرتے ہیں۔ اگر ان امور کو سوچا جاویگا تو اُس وقت یہ بات بآسانی سمجھ میں آجاوے گی کہ سنگینی جمع کا سوال کہاں تک درست ہے۔ مَیں نے اِن تمام باتوں پر غور کی ہے اور مَیں اُس وسیع اور لگاتار غور کے بعد بہ حیثیت ایک مالی ملازم اور ایک پرانے زمیندار ہونے کے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ:-

(الف) ایسے معمولی جھگڑے طول پاکر خاندان کو تباہ۔ زمیندارہ کو خراب۔ مرفہ الحالی کو برباد۔ اور آسودگی کو خاک سیاہ کر دیتے ہیں۔

(ب) ایسے تنازعات پر کُل اندوختہ۔ موجودہ آمدنی۔ اور موجودہ جایدادیں بِک بِکا کر لگ جاتی ہیں اور ہنوز روزِ اوّل کا معاملہ رہتا ہے۔

(ج) یہ زائد اخراجات کسی دوسری مد سے نہیں ادا ہوتے بلکہ اُن کا مأخذ اُن کا مخرج وہی زمیندارہ کی آمدنی ہے کہ جس سے زمیندار جمع بھی ادا کرتے ہیں اور اپنا ذاتی خرچ بھی نکالتے ہیں۔

مَیں نے تحصیلداری کی حالت میں تیرہ گاؤں کی بابت یہ اندازہ لگایا تھا کہ اُن کی سرکاری جمع کس قدر ہے اور سالانہ مقدمات وغیرہ کا کیا خرچ آتا ہے۔ آپ یہ

سُن کر حیران ہونگے کہ اِن تیرہ دیہات کی سالانہ جمع گیارہ ہزار پانچسَو چھبیس روپیہ تھی اور خرچ مقدمات تیرہ ہزار تین سَو باسٹھ روپیہ۔ کیا آپ یہ خیال فرما سکتے ہیں کہ یہ تیرہ ہزار تین سَو باسٹھ روپیہ کسی اَور مد سے خرچ کیا گیا؟۔ یا زمینداران اِن دیہات کو سوائے آمدنی زرعی کے کوئی اَور فالتو آمدنی بھی تھی؟۔ اِن دیہات والوں کی آمدنی کا ذریعہ سوائے زراعت کے اَور کوئی نہ تھا۔ اور مَیں اپنے تجربہ اور معلومات کے اعتبار پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ رقم خالص آمدنی زرعی سے خرچ کی گئی تھی۔ اگر دونو رقموں کو جمع کیا جاوے تو اُنکا مجموعہ چوبیس ہزار آٹھ سَو بیاسی روپیہ ہوتا ہے۔ اندازاً ان دونو رقموں کے سوائے زمینداران کا معمولی خرچ ذاتی کم سے کم ہم پانچہزار پانچسَو اَور لگاتے ہیں اس کو ملا کر کُل رقم سالانہ صرف کی تیس ہزار تین سَو بیاسی روپیہ ہوتی ہے۔ اور یہ کُل رقم صرف ایک سال کی زرعی آمدنی سمجھنا چاہئے۔ اَب آپ خیال کر سکتے ہیں کہ تیرہ ہزار تین سَو باسٹھ روپیہ کی رقم جو مقدمات میں خرچ ہوئی ہے اگر وہ اُن دیہات کے زمینداران کے پاس ہی رہتی تو رقم متذکرہ شامل ہوکر گویا اُن کے پاس اٹھارہ ہزار آٹھ سَو باسٹھ روپیہ کی رقم خالص بچتی۔

کیا اِن حالات میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ زمینداران کو میعادی بندوبست صرف جمع کی سنگینی ہی تباہ کر رہی ہے؟۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ جمع کی سنگینی یا نرمی کا کوئی مجموعی اثر نہیں ہے۔ اب بحث یہ ہے کہ ایسے اخراجات سے زمینداران کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں۔ میری رائے میں جب تک زمینداران کسی باہمی ضابطہ کے پابند نہیں ہونگے تب تک وہ محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اِن اخراجات کے علاوہ زمینداران کو پیروئی مقدمات میں جو جسمانی تکلیفیں اُٹھانی پڑتی ہیں اور اُن کے پیشہ اور کاروبار میں جو کچھ نقص عائد ہوتے ہیں وہ جُداگانہ ہیں۔ اگر اُن کی قیمت لگائی جاوے تو معاملہ بہت دور تک جا رہے۔ ایسے تنازعات سے زمینداران میں ضدیں اس قدر ترقی پکڑتی ہیں کہ پھر ان کا مدتوں تک سلجھانا مشکل ہو جاتا ہے دونو طرف ضدیں بڑھتی جاتی ہیں اور معاملہ طول پکڑتا جاتا ہے۔ میرے پاس دو شریف زمینداران کا مقدمہ تھا اور صرف دس مرلہ زمین متنازعہ تھی۔ مَیں نے اُن کو ہرچند سمجھایا کہ آپس میں رضامند ہو جاویں مگر اُن کے سر سے خمار مقدمہ بازی نہ اُترا۔ مقدمہ لڑاتے گئے اور اخیر پر معلوم ہوا کہ دونو کا اُس مقدمہ پر سات سات سَو روپیہ خرچ ہوا۔ اَب تین

ناظرین سے باادب پوچھتا ہوں کہ اس کی زرزرعی آمدنی پر پڑتی ہے کہ نہیں؟۔ اور کیا جس خاندان سے چودہ سَو روپیہ ایک ہی سال میں محنتانوں وغیرہ کی نذر ہوگیا ہو اُس خاندان کو جمع کی سنگینی کی بابت کوئی خیال ظاہر کرنے کی جرأت ہوسکتی ہے۔ جو لوگ صرف جمع ہی کو بدنام کررہے ہیں۔ وہ ان واقعات کو بھی بہ نظر غور دیکھیں۔ میں خود بھی زمیندار ہوں۔

میں ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے خاندان پر جو ایک دفعہ قرضہ کثیر ہوگیا۔ تو اُس کی وجہ سنگینی جمع نہ تھی بلکہ باہمی جنگ و جدل اور مقدمہ بازی۔ جو مقدمات برابر چودہ سال تک چلتے رہے اور جو بڑے بڑے متبحر وکیلوں کے قانونی کمروں سے ہوآئے۔ جب اُن کا فیصلہ ہونے لگا تو جہاں تک مجھے یاد ہے۔ تین گھنٹہ میں کردیا گیا۔ مگر یہ عقل اُس وقت آئی کہ جب دونو فریقوں کا پچاسی ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہوچکا۔

جب تک زمیندار عدالتوں۔ قانون دانوں۔ اہلمدوں۔ اہلکاروں سے جُدا نہ رہینگے تب تک نہیں کہا جاسکتا کہ اُن کی حالت درست ہو اور جُدا سوائے اس کے نہیں رہ سکتے کہ اُن کے جزوی اور چھوٹے چھوٹے تنازعات خود انھیں کے ہاتھوں سے فیصلہ پاویں۔ گورنمنٹ بھی ایک عرصہ سے پنچایتوں کے سوال پر غور کررہی ہے۔ اَب وقت آگیا ہے کہ اِس سوال کا قطعی طور پر فیصلہ کردیا جائے اور زمینداران کو مجبور کیا جائے کہ وہ معمولی اور چھوٹے چھوٹے تنازعات کو جو اخیر پر بڑے اور ایک موکے کے تنازعات بن جاتے ہیں بطور خود فیصلہ کیا کریں۔ اس کے واسطے بجز اس کے اَور کوئی تجویز نہیں ہوسکتی کہ یا تو:۔

(الف) عدالتوں میں اس قسم کے معمولی تنازعات کو بہ صلاح زمینداران کے سرسری طور پر فیصلہ کیا جایا کرے۔

(ب) یا جو حاکم دَوروں میں رہتے ہیں وہ دیہات میں جانے کے وقت سرسری طور پر فیصلہ کرادیا کریں۔

(ج) یہ دونو تجویزیں تو گورنمنٹ کے ذمہ ہیں۔ اور بڑی تجویز جس پر زیادہ زور دینا لازمی ہے یہ ہے کہ خود زمیندارہ پنچایتیں سرکل وار قائم کی جاویں یا گاؤں وار اُن کی بنیاد ڈالی جاوے۔ اِن پنچایتوں میں ایک حد تک مقدمات فیصلہ پاویں اور اُن پر کسی قسم کی رسوم نہ لی جاوے۔ اگر گورنمنٹ کو ابھی باضابطہ پنچایتوں کے مقرر کرنے میں تامل ہے

تو پہلی دو تجویزوں پر عمل ہو سکتا ہے۔ تحصیلداران اور نائب تحصیلداران اور افسران مال عموماً دَورہ اور گشت میں رہتے ہیں اُن کو سرسری اختیارات دئے جاویں۔ جب مقدمات سرسری جمع ہو جاویں تو وہ دیہات میں جا جاکر بہ مشورہ وصلاح زمینداران کے اُن کا فیصلہ کرا دیا کریں۔ اس صورت میں زمینداران اکثر آفتوں اور اخراجات سے بچ جاوینگے اور اس عرصہ میں خود زمینداران بھی اِس قابل ہو جاوینگے کہ اُن سے بذریعہ باضابطہ پنچایتوں کے کام لیا جاوے۔

یہ سوال کیا جاتا ہے کہ زمیندارہ جماعت میں سے ابھی تک لائق لوگ نہیں مل سکتے ہیں۔ اس واسطے پنچایتی تجویز شاید مشکل سے چلے۔ میرے خیال میں یہ سوال ہی بے محل ہے جس قسم کے تنازعات کے واسطے پنچایتی تجویز پیش کی جاتی ہے وہ تنازعات قانون اور ضابطہ کے زیادہ تر محتاج نہیں ہیں۔ امور واقعاتی پر اُن کے فیصلہ کا مدار ہے اور واقعات سے زمیندار صدہا درجہ زیادہ تر واقف ہوتے ہیں۔

جن مقدمات کو ایک لائق جج قانونی پیچیدگیوں میں پڑکر دقت سے فیصلہ کر سکتا ہے اُن تنازعات کو واقعات کے لحاظ سے ایک جاہل جٹ نہایت عمدگی سے نمٹا سکتا ہے جب عدالتوں میں مقدمے آتے ہیں تو اُن کی اصلیت کو گواہان اور فریقین ایک پیچیدہ صورتوں میں پیش کرتے ہیں۔ جس سے وہ ادق اور مشکل ہو جاتے ہیں۔ گاؤں کی حدود کے اندر اُن میں کوئی پیچیدگی اور مشکل عائد نہیں ہو سکتی۔

مَیں زمینداروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خود اس طرف توجہ کریں۔ خود تیار ہوں اور خود اپنے چھوٹے چھوٹے معاملات کے واسطے ایک باہمی ضابطہ وضع کریں خود معمولی جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لیں اگر بڑے بڑے اور بارسوخ زمیندار اپنی اپنی جماعتوں میں اُس کی بنیاد رکھیں تو اُس کا چلنا مشکل نہیں۔ پنجاب کے سانسیوں اور گندھیلوں میں اس قسم کے مقدمات ہمیشہ ایک باہمی ضابطہ سے فیصلہ پاتے ہیں۔ یہ قومیں کبھی عدالتوں میں نہیں جاتیں نہ تو اِن میں کوئی وکیل اور ایل۔ ایل۔ بی ہوتا ہے اور نہ کوئی قانون داں اور بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ سب لنگوٹی پوش ہوتے ہیں اور اپنے آپ ہی فیصلہ کر لیتے ہیں کیا زمینداران پنجاب اُن سے بھی گئے گذرے ہیں؟۔ اور اگر زمینداران بذریعہ مقدمات کے

ضرور اخراجات کرنے پر راضی ہیں تو مَیں اُنھیں یہ صلاح دیتا ہوں کہ وہ بمنظوری گورنمنٹ کے ایک خفیف سا فنڈ مقرر کرلیں اور پنچایتوں میں فیصلے کے وقت وہ داخل کردیا کریں جو اخیر پر سرمایۂ زمینداران میں داخل کرایا جایا کرے۔ اب چونکہ گورنمنٹ نے پنجاب میں بذریعہ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۹۰۱ء کے زمینداروں کی گروہ بندی کردی ہے۔ اس واسطے ہر ایک گروہ زراعت پیشہ کا مشترکہ طور پر باہمی ضابطہ کا پابند ہو جانا چنداں مشکل نہیں ہے۔ اگر زمینداران آپس میں یہی معاہدہ کرلیں کہ سوائے خرچ اسٹام اور خرچہ وغیرہ کے اور کوئی خرچ مقدمات پر نہیں کیا جاوے گا۔ تب وہ بھی سودمندی کی حالت میں رہ سکتے ہیں ہمت نہ ہارو۔ اور بے دل نہ ہو۔ کارساز ما بفکرِ کار ما۔ پر عمل کرکے ایک دفعہ باہمت زمیندار اُٹھیں تو سہی پھر دیکھیں کہ اس ہمت میں کیا برکت پڑتی ہے۔ دلوں میں جوش اور ہمتوں میں گھبراہٹ ہے زمانہ خود بخود ہی طبیعتوں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرے گا۔ زمیندارہ وجود مردہ نہیں ہے۔ ہاں کمزور ضرور ہے۔ رگ و ریشہ میں خون دَوڑ رہا ہے۔ تھوڑی سی ہمت درکار ہے۔ پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا۔

## قانون خود حفاظتی

یہ بات صاف اور ظاہر ہے کہ جب تک کوئی انسان۔ کوئی فرد۔ کوئی قوم اپنی حفاظت آپ نہ کرے تب تک وہ محفوظ حالت میں نہیں رہ سکتی۔ زمینداران پنجاب اپنی حفاظت آپ سے معذور ہیں۔ گو گورنمنٹ وقتاً فوقتاً اس غریب فرقہ کی حفاظت کا ذمہ لیتی ہے۔ مگر جب تک خود اُن افراد میں خود حفاظتی کی سوچ جنبش نہ کرے تب تک کیا ہو سکتا ہے۔ زمینداروں کے دلوں میں بدقسمتی سے یہ بات بٹھائی گئی ہے کہ اُنکی حفاظت اُن کی سلامتی خاصکر اسی میں ہے کہ گورنمنٹ جمع کو اور نرم کرے یا معاف کردیوے یہ ایک ایسا خیال ہے کہ جو زمینداروں کو بہت سی سودمندیوں سے محروم کر رہا ہے۔ گورنمنٹ موقع موقع پر التوا اور معافی سے واجبی امداد کرتی ہے اور ہر وقت کرنے کو تیار ہے مگر زمینداروں کا زیادہ اس بات پر زور دیئے جانا خود اپنے آپ کو گورنمنٹ کی اَور عنایتوں سے محروم بنانا ہے۔ گورنمنٹ نے اب ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۹۰۱ء

جاری کرکے پنجاب کے زمینداروں کو سچ پوچھو تو ایک آنے والی اور مسلسل غرقابی سے بچالیا ہے۔ مگر آب اس سے فائدہ اُٹھانا خود زمینداروں کا کام ہے۔ اگر زمیندار اب بھی اور طریقوں سے اپنی املاک کو تہ وبالا کرنے کی کوشش کریں تو اس میں گورنمنٹ کا کیا قصور ہے؟ گورنمنٹ نے ایک تنا ہراہ بنادی ہے۔ اب اس پر چلنا اور کاربند ہونا خود زمینداران کے اپنے اختیار میں ہے۔ زمینداران کے بڑے بڑے خاندان اور جرگے اُٹھیں اور اپنے طور پر ہی اپنی حفاظت کی تجویزیں سوچیں اور اگر گورنمنٹ اُنکے واسطے کسی سودمند تجویز کو سوچے تو اس میں اُس کے مددگار ہوں۔ قانون خود حفاظتی کی اِس ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء کے ذریعہ سے ایک مبارک بنیاد گورنمنٹ نے رکھ دی ہے۔ اب اس کو قائم رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا زمینداران کے اپنے بس میں ہے۔

قانون خود حفاظتی کے متعلق بہت کچھ سوچا جاسکتا ہے۔ مثلاً یہ ایک بڑا بھاری سوال ہے کہ "آیا زرعی جایدادیں مسلسل تقسیم در تقسیم ہوتی جاویں یا ایک ہی سرغنہ خاندان کے نام پر مشترکہ چلی جاویں"۔

## طریقہ دادوستد

گو ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء نے اپنے وجود سے طریقہ دادوستد زمیندارہ میں ایک خاص قسم کی دست اندازی کی ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ کسی روز کو یہ دست اندازی بہت ہی سودمند ثابت ہوگی۔ لیکن جب تک زمینداران اپنے طور پر دادوستد کے طریقوں کی واجبی اصلاح نہیں کریں گے تب تک یہ کہنا کہ پوری طرح آنے والی آفتوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں ایک موہوم اُمید سے بڑھ کر نہیں ہے۔ طریقہ دادوستد ہی ایک ایسا طریقہ ہے کہ جس پر ایک فرقہ کی بہتری اور خرابی کا زیادہ تر مدار ہوسکتا ہے یہ کہنا کہ زمینداروں میں سے دادوستد کی آفت اُٹھ جاوے ایک ناممکن امر کی آرزو کرنا ہے۔ میری رائے میں ضرورت پر دادوستد کا ہونا بُرا اور معیوب نہیں ہے۔ بُرا اور معیوب یہ ہے کہ اُس کا طریقہ اور اُس کا عمل خراب اور ناسودمند ہو۔ زمینداروں کے قرضے نون مرچ یا ایک دو پیسہ سے عموماً شروع ہوتے ہیں اور اُن کا شروع ہمیشہ بہت ہی

سادہ اور معمولی ہوتا ہے لیکن طریقے کے بُرا ہونے سے اُن کا انجام سب انجاموں سے بُرا اور اُن کا خاتمہ ہر خاتمہ سے ناقص نکلتا ہے۔ گو زمیندار کی خواہش نہ ہو مگر قرضخواہوں کی یہ آرزو ضرور ہوتی ہے کہ چند فصلوں تک قرضہ کی معمولی رقمیں اگلے سالوں تک مسلسل چلی جاویں۔ زمینداران سادہ لوحی سے اپنے حق میں اِس عمل کو ایک رعایت اور ہمدردی سمجھتے ہیں لیکن اُن کے حق میں یہ عمل زہر ہلاہل سے کم نہیں ہے۔ چند فصلوں کے بعد تری کے ساتھ اشٹام تحریر کرائے جاتے ہیں اور پھر رجسٹری پر نوبت آجاتی ہے اور پھر ڈبل در ڈبل سود سے ڈگریاں ہوتی جاتی ہیں ۔ ع ۔

کس نے پرسد لیا پہلے تھا کیا

اِس میں نِری ساہوکاروں ہی کی بدنیتی نہیں۔ خود زمینداروں کی غفلت اور بیوقوفی بھی شامل ہے۔ زمیندار یہ خیال کرتا ہے کہ رفتہ رفتہ قرضہ اُتر جاوے گا ۔ اور ساہوکار اُس سے غیر معمولی رعائت کرے گا ۔ یہ خیال سخت فریب دہ ہے ۔ ساہوکار ایک تاجر اور بیوپاری ہے۔ وہ سب باتوں کا خیال کرکے قرضہ کا فیصلہ کرتا اور مزید میعاد پر ڈالتا ہے ۔ اگر اسامی کا اعتبار اور وثوق اچھا ہو۔ تو ساہوکار ہمیشہ سود کی رقم کم لگاتا اور سہولت سے وصول کرتا ہے اور اگر اعتبار نہیں ہے تو تمام قسم کے اخراجات قبل و مابعد کے لگا کر ایک گراں سود لگایا جاتا ہے ۔ اخیر حساب کے وقت قرضدار کو معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ تا بانجا رسید ۔ اگر طریقہ داد و ستد میں ایمانداری اور سمجھ سے کام لیا جاوے تو یہ خرابیاں نہ پیدا ہوں ۔ چونکہ ایکٹ ۱۳ ۔ سنہ ۱۹۰۱ء کے اجراء قرضوں کا ملنا کسی قدر مشکل بیان کیا جاتا ہے ۔ اِس واسطے زمینداران کو اِس پابندی سے فائدہ اُٹھانا چاہئے ۔ اب وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے قرضوں کے طریقہ داد و ستد کو عمدہ صورت میں لے آویں ۔

یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ خود زمیندارہ جماعت میں سے بھی اِس وقت فی صدی کچھ نہ کچھ زمیندار اس قابل ہیں کہ وہ چھوٹی چھوٹی رقموں سے ایسی داد و ستد کو جاری کرسکیں اگر چند افراد ایسا کرنے پر تیار ہوں تو یہ ایک نہایت ہی سودمند طریقہ ہے ۔ اور اگر ابھی ایسا کرنے میں تامل ہے تو ہر گروہ زراعت پیشہ کے بارسوخ اور باسمجھ ممبران کا فرض

ہونا چاہئے کہ اس طریقے کے آسان اور عمدہ بنانے کی کوشش کریں۔ گاؤں وار یا سرکل وار اس قسم کی زمیندارہ جماعتیں قائم ہونی چاہئیں کہ جو قرضہ کی بابت سوچیں اور زمینداران کو اس امر پر متوجہ کریں کہ ہر قرضہ فصل وار صاف ہو جانا چاہئے اور جس وقت قرضوں کا اخیر حساب کتاب ہو تو ایسی جماعتوں کے سامنے حساب کتاب چکا دیا جاوے۔ اِن حالات میں ساہوکاران یا قرضخواہان کے پاس ایک معتبر جماعت گویا کفیل قرضہ موجود ہوگی اور کسی قسم کی کشیدگی یا دونو جانب سے بے ایمانی نہیں ہونے پاویگی۔

جو زمینداران قرضے کے انکاری ہوں یا ادائیگی میں قصور کریں وہ زمیندارہ جماعتوں کے نزدیک قابل سرزنش قرار دئے جائیں۔ اور اُن پر ڈنڈ لگایا جاوے۔ اور اُن کو شرمندہ کیا جاوے۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ جو قرضدار اور خود قرضخواہ کے واسطے ایک باضابطہ ضمانت اور سودمند کفالت ہے۔ اور اِس کا عمل میں لانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ صرف چند سرگروہان زراعت پیشہ کی توجہ درکار ہے۔

## زراعتی ترقیات کی کمی

زراعت کو ترقی ہے اور ہر کس و ناکس کی توجہ زراعت کی طرف ہو رہی ہے جن لوگوں کو زراعت کا خیال تک بھی نہ تھا اب انہیں بھی زراعت کی خواہش جنون کی طرح پائی جاتی ہے۔ لیکن زمیندارہ جماعتوں میں ابتک زراعت کو بطور ایک جدی پیشہ یا ورثہ کے قبول کیا جاتا ہے بطریق ایک ہنر اور سودمند کام کے خیال نہیں کیا جاتا۔ ایام ماسبق اور ایام حال کی ضروریات اور طور و اطوار میں گونہ فرق ہو گیا ہے پہلے دنوں میں زراعت محض ایک جدی ورثہ یا پیشہ کی حیثیت رکھتی تھی لیکن اس زمانے میں زراعت ایک سودمند کام سمجھا گیا ہے۔ اور اَب زراعت کے ساتھ تجارت کو بھی ایک مناسب لگاؤ ہوتا جاتا ہے۔ ایک زمیندار اگر زمینداری کی حیثیت رکھتا ہے تو اس کے ساتھ ہی تجارتی حیثیت بھی اُسے حاصل ہے۔ نرخ کی گرانی۔ اور غلہ کی مانگ اور راہوں کی آزادانہ آمد و رفت اور دیگر وسائل کی موجودگی نے زمینداروں کو تاجرانہ خیالات کی طرف رفتہ رفتہ رجوع دلا دیا ہے اور زمیندار اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اَب جب کبھی غلہ ارزاں ہوتا ہے تو زمیندار

بھی اُس کو محسوس کرتے ہیں۔ دراصل اس زمانہ میں پنجاب کے زمینداروں کو زراعت کی اندرونی خوبیوں سے واقف ہونے کا موقع ملا ہے اور اُن کو معلوم ہونے لگا ہے کہ نرخ کی گرانی خود زمینداروں کے واسطے کہانتک سودمند ہے۔

ان حالات میں اگر وہی پرانا طریقہ ملحوظ رکھا جاوے کہ جس پر پیشتر ازیں عمل ہوتا ہے تو زمیندارہ گروہ کو کسی مزید فائدے کی اُمید رکھنا بے سود ہے۔ یہ سوال چند سالوں سے زراعتی گروہوں میں کسی نہ کسی قدر زیر بحث ہے کہ اس وقت زراعتی ترقیات کے واسطے کن کن وسائل اور کن کن امور کی زمینداروں کو ضرورت ہے۔ چنانچہ اکثر اہل الرائے نے امور ذیل کی ضرورت ظاہر کی ہے:۔

(الف) نئے قسم کے آلاتِ کشاورزی سے زراعت کے کام کو ترقی دیجاوے۔

(ب)۔ پرانے آلاتِ کشاورزی کی اصلاح کی جاوے۔

(ج) طریقۂ کاشت میں ترمیم کی جاوے۔

(د) اجناس کی کاشت کا موجودہ سسٹم بدل دیا جاوے۔

(ھ) کھاد کے مفید طریقوں سے کام لیا جاوے۔

(و) سرمایۂ زمیندارہ کی کوٹھیاں قائم ہوں۔

تقریباً یہی امور اس وقت زیر بحث ہیں اور انہیں کی ضرورت بیان کیجاتی ہے۔ اِن امور سے بعض لازمی العمل ہیں اور بعض ضروری العمل مختصر طور پر ہر ایک ضرورت کی بابت نوٹ کیا جاتا ہے۔

**اول**۔ یہ خیال بہت دفعہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یوروپ کے آلات کشاورزی کو سرزمین ہند میں رواج دیا جاوے۔ کسی نہ کسی قدر اس پر عمل بھی ہوا ہے۔ بعض اہل الرائے اسکی موافقت میں ہیں اور بعض کے خیال میں یہ طریقہ چنداں فائدہ مند ثابت نہیں ہوگا۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ عمل جیسے ابتدا میں مفید معلوم ہوتا تھا عمل کرنے سے ویسا سودمند نہیں پایا گیا۔ یوروپ کے آلات کشاورزی اور زراعتی کلیں بیشک فائدہ رسان ہیں۔ مگر تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پنجاب کے ایک وسیع زمیندارہ میں اِن آلات سے موجودہ حالات میں کام لیا جانا مشکل ہے۔ پنجاب کا زمیندارہ بیرونی طریق سے ایک

بڑے پیمانہ پر ہے اور اندرونی لحاظ سے اُس کی تقسیم باریک واقع ہوئی ہے۔ تقریباً کل دیہات
میں سوائے چند خاص دیہات کے چھوٹے چھوٹے حصہ داروں میں رقبوں کی تقسیم ہو گئی ہے
اور بوجہ ترقی مردم شماری کے روز بروز اُن اندرونی تقسیموں میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اس
صورت میں یہ ممکن نہیں ہے کہ یوروپ کی گراں قیمت مشینوں اور کلوں کو یہ لوگ فرداً فرداً
استعمال میں لاسکیں۔ اور مشترکہ حیثیت سے کام میں لانا مشکل ہے۔ ابھی لوگوں کے دلوں
میں اشتراکی عمل سے کام کرنے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کے خیالات کا ہجوم نہیں ہوا ہے۔
زیادہ تر کاشتیں عمل نقدی اور بٹائی سے مزارعان کے ہاتھ میں ہیں اور وہ مزارعان کسی
حالت میں بھی کلوں سے کام نہیں لے سکتے۔ فیصدی پانچ مالکان بھی ایسے نہیں نکلیں گے
کہ جو یوروپ کے آلاتِ کشاورزی سے کام لینے کا حوصلہ کریں اور مزارعان کو بھی شامل
کر سکیں۔ یوروپ کے آلاتِ کشاورزی جب ہندوستان میں لائے جاتے ہیں تو ایک خاص
عرصہ تک اُن کا جوڑ توڑ اور مرمت یوروپ کے ذمہ ہی رہتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ موجودہ
حالت میں ہفتہ کے دنوں میں کتنی مرتبہ ایسی مرمتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب ہندوستانی
دیہہ بدیہہ ایسے مرمت کنندگان موجود نہیں ہیں تو پھر کمال مشکل ہے۔ اس وقت یوروپ کے
آلاتِ کشاورزی میں سے جس قدر آلات مستعمل ہیں اُن میں سے زیادہ تر بیلنا ہے۔
ابتدائی دنوں میں جب تک کہ عام طور پر اس کا رواج نہیں ہوا اور خود دیہاں کے لوہاروں
اور ترکھانوں نے اس کو سیکھ نہیں لیا تب تک تکلیف ہی رہی۔ اب بھی باوجودیکہ وہ
ایک دیسی آلہ کی طرح کام میں لایا جاتا ہے۔ بعض دفعہ دیہات میں اُس کی مرمت وقت
پر مشکل ہو جاتی ہے۔ بایں حالات اِس تجویز پر زور دینا قبل از وقت ہے۔ ہاں اگر آسودہ
حال زمیندار ان اِس کو شروع کر کے عام گروہ زراعت پیشہ کی امداد کا باعث ہوں تو
یہ مفادات ہے۔

**دوم۔** یہ خیال کہ پرانے آلاتِ کشاورزی کی اصلاح مناسب کی جاوے زیادہ تر موزوں
ہے۔ پنجاب کے ہر ایک جداگانہ حصہ میں آلاتِ کشاورزی کے اندر کچھ کچھ فرق رکھا گیا ہے
اور جہاں تک دیکھا گیا ہے وہ فرق اور وہ تمیز مقامی ضرورتوں کے اعتبار سے ہے۔ ضلع امرتسر
گورداسپور۔ لاہور۔ جالندھر۔ ہوشیارپور کے ہلوں کے مقابلہ میں ملتان کے ضلع میں ہل

کی شکل میں کچھ فرق ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر کم سود مند ہے۔ لیکن اگر غور کی جاوے تو ملتان کے حالاتِ زرعی کے اعتبار سے وہ مفید بھی ہے۔ اسی طرح یہ اور آلات کشاورزی کا حال ہے۔ پنجاب میں جو سہاگہ استعمال کیا جاتا ہے وہ اضلاع ملتان۔ اور ڈیرہ جات میں کم استعمال ہوتا ہے وہاں ایک قسم کا مدتور متیرا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر سہاگہ کا استعمال بجائے اس کے کیا جاوے تو یقیناً فائدہ مند ثابت ہو۔ پنجاب میں کوئی اس قسم کا کارخانہ نہیں ہے کہ جہاں سے تمام پنجاب کے آلاتِ کشاورزی کے نمونے مل سکتے ہوں اگر ڈسٹرکٹ بورڈوں اضلاع میں کوئی ایسی تجویز کی جاوے تو بہت ہی فائدہ مند ثابت ہو۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں میں مختلف اضلاع کے آلاتِ کشاورزی مہیا ہو کر مفید آلات کا رواج لانا ضروری ہے اور اگر کسی سرکل پنجاب میں بامداد مختلف اضلاع کے ڈسٹرکٹ بورڈوں کے کوئی ایسا کارخانہ یا آلات گھر قائم کیا جاوے تو ایک عمدہ تجویز ہو سکتی ہے۔

**سوم**۔ یہ ایک اہم اور ضروری سوال ہے۔ یہ دریافت طلب اور زیر بحث ہے کہ کون کون سا طریقہ کاشت مفید ہے اور اگر اس میں کچھ تبدیلی کی جاوے تو کیا کی جاوے؟۔ ہر ایک ضلع اور حصہ پنجاب کے طریقہ کاشت میں فرق ہے اور جہانتک دیکھا گیا ہے یہ فرق عموماً ضرورت کے لحاظ سے رکھا گیا ہے۔ طریقہ کاشت ہر ایک حصہ زمین کی عملی بنیاد مندرجہ ذیل امور پر رکھی گئی ہے۔ (الف) بارش۔ (ب) آبپاشی۔ (ج) موسم۔ (د) قوتِ اراضی۔ (ہ) قسمِ اراضی۔ جن جن اضلاع میں بارش کی کثرت رہتی ہے اُن میں طریقۂ کاشت کچھ اَور ہے۔ اور جن میں بارش کم ہوتی ہے اُن میں کچھ اَور ہے۔ بردہی کا کچھ اور طریقہ ہے اور نہری۔ یا چاہی۔ اور نالی کا کچھ اَور ہے۔ رتیلی اراضیات کا کچھ اور طریقہ ہے اور پہاڑی کا کچھ اَور۔ جہاں تک مَیں نے اِن مختلف طریقوں کو دیکھا اور مطالعہ کیا ہے مَیں اسوقت کچھ ضرورت نہیں دیکھتا ہوں کہ اُن میں بالفعل کوئی مزید تبدیلی کی جاوے۔

**چہارم**۔ طریقہ کاشت کی طرح یہ سوال بھی اہم اور ضروری ہے یہ بحث ہے کہ کاشت اجناس کا موجودہ طریق تاجرانہ خیال سے فائدہ مند نہیں ہے۔ اس وقت پنجاب کے زمیندار عموماً سوائے شہری یا قصباتی زمینداران کے اُسی پرانے طریقہ پر کاشتِ اجناس کرتے ہیں کہ جو ابتداء سے وہ کرتے آتے ہیں۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا ہے کہ پرانی لکیر کا فقیر بنا جاوے

اَب اجناس کی کاشت تاجرانہ خیال سے ہونی چاہئے نہ یہ کہ جو جنس منڈی جنگلی باپ دادا بوتا آیا ہو وہی جنس موجودہ ذریات بھی بوتی رہے - اَب نرخ کو مقدم رکھنا ضروریات سے ہوگیا ہے اور اسی طرح اجناس کی مانگ کا خیال کرلینا لازمی ہے زمینداروں کو آپ دیکھنا چاہئے کہ دُنیا کی منڈیوں میں کس کس جنس کی زیادہ تر ضرورت اور مانگ ہے - کنک ایک اچھی جنس ہے لیکن بعض اوقات نرخ اور تجارت کے خیال سے بجائے کنک کے ایک اَور جنس کی کاشت زیادہ تر مفید ثابت ہوسکتی ہے - اگر کسی وقت ترکاریوں کی زیادہ ضرورت ہے تو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ اَور اجناس کاشت کی جاویں - بعض حالات میں اَور اجناس کے مقابلہ میں ترکاریاں اور سبزی زیادہ تر فائدہ دیتی ہے - اسی طرح پر اَور اجناس کے تبادلہ سے فائدہ ہوتا ہے - نہایت ضروری اور لازمی ہے کہ زمینداراں ایک تاجرانہ خیال اور سودمندی کے ارادہ سے ہر ایک جنس کاشت کریں اور اُس سے فائدہ اُٹھائیں - اس زمانہ میں ہر زمیندار کو در اصل ایک سبزی فروش بن جانا چاہئے - سرکاری طور پر اس امر کی کوشش کبھی کبھی کی جاتی ہے - کہ مختلف ممالک کے بیج بوئے جائیں ڈسٹرکٹ بورڈوں کی معرفت بیج منگواکر بعض زراعت پیشہ لوگوں کو امتحان کے واسطے دئے جاتے ہیں - یہ طریقہ ایک بہت اچھا طریقہ ہے - لیکن اس میں ابھی تک جیسی کہ چاہئے کامیابی نہیں ہوئی - گو ڈسٹرکٹ بورڈ اور صاحب ڈائرکٹر زراعت کی طرف سے بیج دئے جاتے ہیں - مگر زمیندار اُس کو ایک سرکاری تعمیل سمجھ کر بوتے اور کاشت کرتے ہیں - تبادلۂ اجناس کی حیثیت سے کاشت نہیں کرتے تقریبًا پچیس تیس سال کے عرصہ سے یہ طریق جاری ہے مگر اب تک اس میں فیصدی پانچ کی ترقی بھی نہیں ہوئی - کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس طریق عمل سے کتنے زمینداران نے عملی طور پر لگاتار فائدہ اُٹھایا ہے - اور کس قدر تبادلۂ اجناس کا ہوتا رہتا ہے اور ممالک غیر کے بیج کس قدر بجائے یہاں کے بیجوں کے استعمال میں آنے لگے ہیں - مصری کپاس اور آلو نے البتہ کچھ ترقی کی ہے - آلو کی کاشت بمقابلہ مصری کپاس کے زیادہ ہوتی ہے اور کوئی شک نہیں کہ اس کی کاشت سے کاشتکاروں نے عمومًا فائدہ بھی اُٹھایا ہے -

میری رائے میں محکمۂ ڈائرکٹر زراعتِ پنجاب اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ایسے تبادلۂ اجناس اور تبادلہ کاشت کے واسطے ہر ایک ضلع میں مختلف سالانہ انعام مقرر کرنے چاہئے

ایک سالانہ نمایش کی جاوے اور یہ انعام اُن کاشتکاروں کو دئے جاویں کہ جو اُس میں محنت اور کامیابی حاصل کریں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ پر ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں ہے اور درحقیقت یہ کام اُس کا دیگر کاموں سے لازمی اور سودمند عام ہے۔ اور میری رائے میں مہربان گورنمنٹ کو چاہئے کہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ایک وسعت کے ساتھ ایسے اختیارات عطا کرے۔ ایک اَور بڑی غلطی اِس بارہ میں کی جاتی ہے۔ بیشک بیج تقسیم کیا جاتا ہے۔ لیکن اُس کے ساتھ زمینداروں کو یہ ہدایت نہیں کی جاتی کہ اِس کو کِس قسم کی زمین میں بونا ہے اور اُس کا طریقہ کاشت کیا ہے؟ بیج جو امتحان کے واسطے زمینداروں کو دیا جاتا ہے وہ بہت ہی ناکافی ہوتا ہے اور صرف دو تین زمینداروں کو تحصیل بھر میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کفایت شعاری سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ گویا اونٹ کے مُنہ میں زیرہ ہے۔ ایک کافی مقدار میں بیج تقسیم ہونا چاہئے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کو ہر سال کے بجٹ میں اِس مد کے واسطے کافی روپیہ منظور کرنا چاہئے کوئی وجہ نہیں کہ گورنمنٹ ڈسٹرکٹ بورڈوں کو اِس طرف توجہ نہ دلائے۔ سرکاری امداد کے سوائے خود زمینداران کو بھی اس طرف توجہ کرنی ضروری ہے کہ غیر ملکوں سے تبادلہ اجناس کریں اور اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

پنجم۔ بہ ہیئتِ مجموعی پنجاب کے زمیندار علم اور فوائد کھاد سے نامحرم نہیں ہیں۔ گو مختلف اضلاع میں کھاد ڈالنے کی مختلف طریقے ہیں۔ مگر یہ سب کو معلوم ہے کہ کھاد کیسی طاقت رکھتی ہے، ہر ایک ضلع اور ہر ایک حصّہ ضلع کی کھاد دوسرے ضلع یا دوسرے حصّہ ملک سے کچھ نہ کچھ اختلاف رکھتی ہے اور یہ اختلاف صرف اس وجہ سے ہے کہ بعض حصّوں ملک میں ایک کھاد بافراط ملتی ہے اور بعض میں کم کھاد میں باعتبار مقدار کے بھی فرق پایا جاتا ہے بعض حصّوں میں کم ڈالی جاتی ہے اور بعض میں زیادہ۔ اسی طرح جنس ورکاشت کے لحاظ سے بھی کمی بیشی کی جاتی ہے۔ بعض حصّہ ملک میں کھاد کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی کیونکہ اُن زمینوں میں قدرتی طور پر آٹ یا میل پائی جاتی ہے جو کھاد کا کام دے جاتی ہے گو زمینداران کو کھاد کا علم ہے لیکن اب تک کھاد کی عمدگی اور غیر عمدگی کی جانب توجہ نہیں کی گئی اور نہ ہی سمجھا گیا ہے کہ کون کھاد زیادہ تر فائدہ رساں ہے اور کون کم کھاد کے ذخیرے قائم کرنے کا کوئی رواج نہیں ہے۔ گو دیہات اور ملک کے حصوں میں کھاد بہت کافی اور عمدہ

مگر زمینداران کو اِس طرف توجہ نہیں ہے۔ رسمی طور پر جن جن مادّوں کو کھاد کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے وہی مادّے اور وہی چیزیں ابتک زیر استعمال ہیں۔ بڑے بڑے زمینداران کو توجہ کرنی چاہئے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں کھاد کے ذخیرے قائم کریں اور دوسرے کم درجے کے خوارعان اُن سے خرید کر فائدہ اُٹھائیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں کو مزید دریافت سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے کہ اس ضلع یا حصہ ضلع میں کون کون سے مادّے یا چیزیں بطور کھاد کے کام میں لائی جاسکتی ہیں۔ تبادلہ اجناس کی طرح اس کے واسطے بھی ایک مد نکالے جس سے اُن لوگوں کو انعام دیا جاوے کہ جو کھاد کے ذخیرے قائم کریں اور اس کے استعمال کی نئی نئی ترکیبیں نکالیں۔ چند سال تک اگر ڈسٹرکٹ بورڈ یہ کام اختیار کرے تو پھر یہاں کے کاشتکاروں کو خود بخود ہی اس طرف توجہ ہو جاوے گی۔ پنجاب کے اقطاع میں اس وقت جن جن مروجہ اور معمولی اشیا کو بطور کھاد کے استعمال کیا جاتا ہے اُن کے علاوہ اَور بھی بہت سی چیزیں اور مادّے کھاد کا کام دے سکتے ہیں۔ یہ افسوس ہے کہ تمام مواد ضائع جارہا ہے۔ اس وقت پنجاب میں مثلاً مندرجۂ ذیل چیزیں ایک عمدہ کھاد ہیں:-

(۱) پیشاب (۲) گوبر (۳) رہیہ (۴) آبرنہ (۵) سر (۶) کوڑہ کرکٹ (۷) درختوں کے پتے اور چھوٹی چھوٹی شاخیں اور تراشے (۸) کیکر کا لونگ۔ (۹) جنگلی مٹی (۱۰) دریا کی مٹی (۱۱) باجرہ کی کڑوی۔ اِن میں سے دو چار ہی کھادیں رواجاً اور معمولاً کام آتی ہیں باقی سب کی سب رائیگاں جاتی ہیں۔ بعض دیہات اور بعض قصبات کا کوڑہ کرکٹ اور میلا حکماً نیلام کیا جاتا ہے یہ عمل زمینداران اور ذخیرہ کھاد کے حق میں ایک حق تلفی ہے اگر بجائے اسکے اُن ذخیروں کو بطور ایک ذخیرے کے کام میں لایا جاوے تو زیادہ تر مناسب ہے۔

## سرمایہ

جس قدر امور اوپر کے سلسلے میں دکھائے گئے ہیں وہ سب ابتدائی اور فروعات ہیں۔ اصل بحث اور اصل مدعا یہی ساتواں جزو ہے۔ اس جزو کی نسبت رعایا اور گورنمنٹ دونو کو سوچنا چاہئے اور یہی زمیندارہ وجود کے ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس کی اِس وقت سخت ضرورت ہے۔

بقول حضور لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ اسوقت اس سے بڑھکر کوئی امر گورنمنٹ ہند
اور زمینداروں کے لائق توجہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں کوئی اور ایسا ملک نہیں ہے کہ جو بلحاظ
زراعت پیشہ کا اس قدر محتاج ہو کہ جیسے ہندوستان۔ کوئی بھی گورنمنٹ ایسی نہیں ہے
کہ جس کی ذاتی غرض زراعت سے اس قدر متعلق ہو کہ جس قدر گورنمنٹ ہند کی ہے۔ اگر
زمیندار سب سے بڑھ کر ہے تو خود گورنمنٹ ہند ہے۔ اصل آمدن گورنمنٹ کو زمین ہی
کے خراج سے ہے۔ کروڑہا رعایا جس کی بسر اوقات زمین سے ہے اُس کی خاطر جمعی اور
مالداری سے عملداری انگریزی کی مضبوطی ہے۔ حضور گورنر جنرل کا یہ بھی ارشاد ہے
کہ ہم سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ پنجاب کے زمیندار جو بہادر و رونق باشندگان ہیں اور ہماری
دیسی فوج کی ریڑھ کی ہڈی ہیں ہماری نظروں کے سامنے تباہ اور مفلوک ہو جاویں۔
پھر حضور ممدوح بالقابہ کا ارشاد ہے۔ کہ "پنجاب میں زمیندارہ خرابیاں نہایت خطرناک
درجے کو پہنچ گئی ہیں اور یا پہنچ رہی ہیں۔ اور ان خرابیوں نے وہ خاص رنگ پکڑا ہے
جن کا اثر زراعت پیشہ لوگوں پر ہوتا ہے۔"

مَیں نے اس پمفلٹ کے پہلے حصہ میں کہا تھا کہ زمینداران پنجاب کی
حالت آفت زدہ ضرور ہے۔ اور یہی فرقہ زیادہ تر امداد کے قابل ہے۔ حضور لارڈ کرزن
صاحب کے ان کلمات سے ثابت ہو گیا کہ خود گورنمنٹ کو بھی اس کا اعتراف ہے۔
عالیجناب بالقابہ گورنر جنرل کشور ہند کے الفاظ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب کا زمیندارہ
وجود کس قدر محترم اور عزیز الوجود ہے اور خود گورنمنٹ کو اُس کی کیسی ضرورت ہے۔
ایکٹ ۱۳۔ سنہ ۱۹۰۰ء کا اجرا صرف اسی غرض سے ہے کہ اس فرقہ کی طاقت سلب ہونے
سے محفوظ رہے اور وہ نقص اور خرابیاں جو اس میں موجود ہیں یا موجود ہوتی جاتی ہیں
رفع اور دور ہو جاویں۔ یہ تمام خرابیاں اور تمام نقص اسی حالت میں دور ہو سکتے ہیں کہ
جس حالت میں زمینداران قرضہ کی بلا اور سود کی آفت سے بچیں اور اُن کو کفایت شعاری
اور پس انداز کا شوق ہو اور ان میں سرمایہ جمع کرنے کی روح پھونکی جاوے اور اُن کو یہ
عادت پڑے کہ موجودہ پیداوار میں سے کیونکر پس انداز ہو سکتا ہے۔ جب تک زمیندار
ان باتوں اور ان ضرورتوں سے آگاہ نہیں ہونگے تب تک اُنکا مزید بہبود اور ترقی کی آئندہ

رکھنا ایک خیالی پلاؤ ہے۔ بیشک ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۹۰۱ء نے ایک آنے والے ہر کو روکا ہے لیکن زیادہ تر خود حفاظتی انہیں امور پر موقوف ہے۔

اِس ایکٹ کے ساتھ ہی مجموعی طور پر یہ تجویز سوچی گئی ہے۔

(الف)۔ گورنمنٹ زراعتی بنک کھولے۔

(ب)۔ یا موجودہ بنکوں کو ترغیب دی جاوے کہ قیمتی کفالت سے سود کی ہلکی شرح سے زمینداروں کو قرضہ دیں۔

(د)۔ زمینداران ایک دوسرے کو قرضہ دیں۔

یہ کچھ ناممکن تو نہیں کہ گورنمنٹ اپنے طور پر زراعتی بنک کھولے اور معمولی شرح سود سے زمینداران کو قرضے دیوے۔ لیکن میرے خیال میں شاید عام طور پر ایسا ہونا کسی قدر مشکل ہو جاویگا۔ ایسے بنک یا تو ضلعوار کھلیں۔ یا سرکل وار۔ ان دونو صورتوں میں آسانی ہے۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے ایسے بنک کھل سکتے ہیں۔ تو زمینداران کی خوش قسمتی ہے۔ اِن کے واسطے ابتدا میں تقریبًا وہی صورت رکھی جا سکتی ہے کہ جو تقاوی کے واسطے ہے۔ اور اگر ابتدا میں تقاوی کے سکیم کو ہی بڑھا دیا جاوے تو تب بھی بہت فائدہ ہے۔ زمیندار ابھی تک تقاوی سے جیسے کہ چاہئے مستفید ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر تقاوی کے موجودہ سسٹم میں تھوڑی سی تبدیلی کی جاوے تو زمینداروں کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ زمیندار طبعًا اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ اُنہیں بار بار تحصیل یا ضلع میں بُلایا جاوے۔ بعض اضلاع میں ہر ایک قسم کی تقاوی دفتر ضلع سے ملتی ہے اور بعض میں تحصیلات کی معرفت۔ ضلع میں دیا جانا بمقابلہ تحصیل کے بھی خراب ہے۔ اگر چار سَو روپیہ تقاوی پر لیا جاوے تو اِس صورت میں زمیندار کے ہاتھ تین سَو پچاس روپیہ باقی رہجاتا ہے۔ اور اگر تحصیل میں دیا جاوے تو تین سَو پچہتر روپیہ۔ مسٹر فیشا صاحب بہادر لیٹ کمشنر پنجاب نے ایک دفعہ ضلع لاہور کے زمینداروں کو بحالت ڈپٹی کمشنر ہونے کے بایام دَورہ تقاوی تقسیم کی تھی اس سے بہت سہولت معلوم ہوئی تھی۔ اگر مالی حکام دَورہ میں ہی تقاوی کی درخواستیں لے کر تقاوی کا روپیہ تقسیم کرنے کی عادت ڈالیں تو ہر صورت مفید ہوگا۔

ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں کپتان کرا سنویٹ صاحب بہادر نے یہ تجویز بھی نکالی تھی کہ بجائے
بہت سے زمینداروں کو تقاوی کی ایک بڑی رقم اُن کی ضمانت کفالت پر دی جاوے اور وہ بخود
خود حصہ داروں کو تقسیم کریں۔ معلوم نہیں کہ اس کا عملی نتیجہ کیا ہوا۔ اگر پنجاب کے بعض حصوں
میں اس پر عمل کیا جاوے تو بظاہر مفید تجویز معلوم ہوتی ہے۔

جو تقاوی تخم ریزی کے واسطے دی جاتی ہے اُس کی بابت حکم ہے کہ اُسی فصل کی
پیداوار سے وصول کی جاوے۔ یہ اصول بہت اچھا ہے مگر خاص حالات میں یہ حکم بھی ہونا
چاہئے کہ دوسری یا تیسری فصل کی پیداوار سے بھی وصول ہو سکتی ہے۔ چاہات کی تقاوی
پر خصوصیت سے زور دینا ضروری ہے۔ زمینداروں کو خاص طور پر اُٹھایا جاوے کہ وہ احداثی
چاہات کے واسطے تقاویات لیں صرف چاہات کے واسطے ہی تقاویات نہ دیجاویں۔
بلکہ تالوں اور کینیات اور دیگر وسائل آبپاشی کے واسطے بھی ڈسٹرکٹ بورڈوں میں جو قدر
روپیہ صرف کیا جاتا ہے اُس کا صرف دیگر عمارات اور نمائشی مکانات سے بند کر کے
احداثی تالبجات اور نہروں پر لگایا جاوے۔ جس قدر پنجاب میں صیغۂ آبپاشی کو
ترقی دی جاویگی اُسی قدر زمینداروں کی بنیادِ خوشحالی مستحکم ہوتی جاوے گی ابھی تک
بعض اقطاع ملک میں آبپاشی کی سخت ضرورت ہے اور لوگ دیکھ رہے ہیں کہ کس وقت
گورنمنٹ توجہ کرتی ہے گو تجارت اور مخلوق کو اجرائے ریلوے سے بھی فائدے ہیں مگر
صیغۂ آبپاشی کے ترقی پانے سے جو فائدے ہیں وہ ریلوے سے بدرجہا بڑھکر ہیں۔ گو
صیغہ آبپاشی میں لگاتار ترقیاں ہو رہی ہیں لیکن ابھی بکمال ضرورت ہے اور اس کے
ساتھ نہری آبیانہ جو لگایا جاتا ہے۔ اُس کی نسبت بھی گورنمنٹ کی نظرِ ثانی درکار ہے۔
کیونکہ بمقابلہ جمع کے نہری آبیانہ کی نسبت زمینداران زیادہ تر شاکی ہیں اور تقسیم آب میں
عملہ کے ہاتھوں سے بعض اوقات زمینداران کو جو کچھ تکلیفیں اُٹھانی پڑتی ہیں وہ
بھی قابلِ غور ہیں۔

بعض اضلاع کے زمیندار بہت جلد مرفع الحال ہو سکتے ہیں بشرطیکہ اُن کی آبپاشی
کی ضرورتوں کو پورا کیا جاوے۔

ہر ایک ضلع میں پٹوار فنڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی رقمیں تو فیر ہوتی ہیں اگر انھیں

اضلاع کے اندر ان دونوں توفیر شدہ مدوں سے چھوٹے چھوٹے بنک کھول دئے جاویں تو ممکن ہے کہ چل پڑیں۔ یہ دونوں توفیر شدہ رقمیں اُنھیں مدوں کے متعلق رکھی جاویں کہ جن سے وہ پہلے متعلق تھیں جس قدر قرضہ ان رقموں میں سے دیا جاوے اُن کا سود اُنہیں رقموں کے نام سے جمع ہوتا رہے۔ میں تسلیم کرونگا کہ ان دونو رقموں کے اپنے ذاتی خرچ بھی زیادہ ہیں اور شاید بعض اضلاع میں اُن کی مد توفیر بہت ہی کم ہو لیکن اگر توفیر شدہ رقوم کو اس کام میں لگایا جائے تو اس میں برائی ہی کیا ہے۔ بعض اضلاع میں دسٹرکٹ بورڈ کے میلوں اور منڈیوں کی کچھ نہ کچھ سالانہ آمدنی اور توفیر ہوتی ہے اُس رقم کو بھی اس میں شامل کر کے سرمایہ بڑھایا جا سکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے بحری محصولات کی رقم میں سے جو رقمیں سالانہ خرچ کے بعد توفیر ہوتی ہیں وہ بھی اسی فنڈ میں لیجاویں۔ میرا یہ منشا نہیں ہے کہ ان ہر ایک قسم کی توفیر شدہ رقوم کو اُن کے اصلی کھاتہ سے خارج کیا جاوے یا اصلی کھاتوں کے اُن کو متعلق نہ سمجھا جائے۔ یہ بدستور اپنے اپنے اصلی کھاتوں سے متعلق رہیں۔ لیکن اگر ان میں سے سالانہ اخراج کے بعد کچھ کچھ توفیر ہو تو وہ رقمیں ایک بنک کی صورت میں رکھی جاویں اور جہانتک ہو سکے اُن میں سے اُس ضلع کے زمینداروں کو معمولی قرضے دئے جاویں۔ اور اگر ایسی رقمیں توفیر شدہ ایک ضلع میں زیادہ ہوں تو اُن کو ضرورت پر دوسرے ضلع میں منتقل بھی کیا جا سکتا ہے۔

اگر موجودہ بنکوں کو تحریک کیجاوے کہ وہ ہلکی شرح کے سود سے زمینداروں کو قرضے دیں تو بصورت کامیابی کے ایک عمدہ تجویز ہے لیکن اس میں زیادہ تر کفالت کی بحث ہے ایسے بنکر گورنمنٹ کی کفالت چاہینگے۔ اگر گورنمنٹ اپنی معرفت ہی حساب و کتاب بنائے اور مالیہ کے ساتھ فصل وار یا سال وار وصول کراوے تو ہو سکتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کی کفالت سے ساہوکار بھی جدید بنداعتی بنک کھولیں۔ اس حالت میں بھی زمینداروں کو کافی مدد مل سکتی ہے لیکن ممکن ہے کہ اس حالت میں بھی بنکر گورنمنٹ کی کفالت چاہیں۔

ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں زمیندار بطور خود بھی عام طور پر داد و ستد کے قابل ہو جاویں لیکن اسوقت فیصدی پندرہ سے بھی کم ہیں ایک تو ایسا رواج ہی نہیں اور دوسرے

فی الحقیقت وقت بھی نہیں ہے اس واسطے موجودہ حالات میں یہ اُمید رکھنا کہ زمیندار آپ ہی معافی اور آپ ہی ساہوکار ہوں ایک مشکل امر ہے۔ مَیں نہیں خیال کرتا کہ ابھی پچاس سال تک اندر یہ عمل زمینداروں میں باحسن الوجوہ رواج پا سکے۔

## تعلیمی کورس

گورنمنٹ نے زمیندارہ تعلیم کی جانب کوشش کی ہے اور وہ اس وجہ سے خاص شکریہ کی مستحق ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے زمینداران کا تعلیمی کورس ابھی ناقص حالت میں ہے۔ بالخصوص اس طرف اور توجہ ہونی چاہئے۔ جو کتابیں اور رسالے فلاحت کے اس وقت سکولوں میں رائج ہیں وہ محض نامکمل ہیں۔ جماعت بندی کے اعتبار سے بھی یہ تعلیم ناقص ہے۔ جہاں جہاں زمینداری سکول جاری ہیں اُن کو بامداد ڈسٹرکٹ بورڈ کے فلاحتی سکول قرار دے کر اُن کی تعلیم و تدریس کا بالخصوص انتظام کیا جاوے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ التزام بھی ہو کہ اُن عہدوں پر جنھیں زمیندارہ اور زراعت سے زیادہ تر تعلق ہے زمینداروں کے لڑکے ہی مقرر کئے جاویں۔ زمینداروں کے لڑکوں کا بمقابلہ دیگر قوموں کے ایسے عہدے حاصل کرنے کا زیادہ تر حق ہے۔ چونکہ زمیندارہ میں ابھی تک تعلیم ناقص حالت میں ہے اور وہ تعلیمی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں اس واسطے اگر دوسری قوموں کے واسطے ایک اسامی حاصل کرنے کے لئے انٹرنس کی شرط ہے تو اُن کے واسطے مڈل کی ہونی چاہئے جس قدر عہدہ داران مال ہیں وہ سب زمینداران کے سر پر ہیں۔ یہ افسوس ہے کہ باوجود اس قدر حق کے بھی زمیندار محروم رہکر دوسری قوموں کے لوگ بھرتی کئے گئے۔

مَیں تسلیم کرونگا کہ صاحبانِ ڈپٹی کمشنر اور صاحبانِ مہتمم بندوبست اب اس ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ لیکن پھر بھی اور توجہ کی ضرورت ہے بخصوص اُن اضلاع میں جہاں کے زمینداران تعلیمی دوڑ میں بہت ہی پیچھے ہیں بہر حال زمینداروں کا بالخصوص مالی عہدوں پر دیگر سب قوموں سے حق فائق ہے۔ اور یہ عمل گورنمنٹ اور زمینداروں کے حق میں سود مند ہے جس طرح آج کل سرکاری فوجوں میں زمیندارہ نسلوں کو زیادہ تر لیا جاتا ہے

اسی طرح مالی محکموں میں زمینداروں ہی بھرتی ہونے چاہئیے تاکہ ہندوستان کی قدیم جماعت حق تلفی اور بے رتبہ حاصل کریں جو انہیں پہلے حاصل تھا - اور غلامی سے نکل کر زمیندار وہ عزت علو و قدر کی مالک ہوں - زمینداران پر اُن افراد کا حکم جاری ہونا کہ جو اُن کی ہی رعایا ہیں بیشک اُن کی حق تلفی اور دل شکنی کا موجب ہے اور ایسے لوگوں اور ایسے افراد کو گروہ زمیندار سے کوئی دلی ہمدردی نہیں ہو سکتی - مال زمینداروں کے متعلق ہے پس مالی عہدے اور مالی اسامیاں بھی زیادہ تر زمینداروں کو ہی ملنی چاہئیں -

# اصول سرمایہ

یہ بات ہر آمدنی اور ہر پیداوار کے واسطے لازمی ہے کہ اُس کے اخراجات اور آمدنی یا نفع ایسے ہوں کہ جو ایک دوسرے کے مقابل مکتفی ہوں - ہر صیغہ آمدنی اگر ہر صیغہ پیداوار کے ساتھ محض اخراجات ہی ہوں - اور بچت پر خیال نہ کیا جاوے تو وہ آمدنی در اصل ایک خرچ ہوگی - اُس کو آمدنی نہیں کہا جاوے گا - ہر آمدنی اور ہر پیداوار سے اخراجات وضع ہو کر بچت اُسی حالت میں ہو سکتی ہے کہ جب اصول کفایت شعاری اور پس انداز کو ملحوظ رکھا جاوے -

تجربہ اور مشاہدہ ظاہر اور ثابت کرتا ہے کہ زمینداران میں بہ حیثیت مجموعی ہنوز اس کی کمی ہے - اور یہ کہ زمینداران کو اس طرف کوئی توجہ نہیں

زمینداروں کی آمدنی کا صیغہ بالکل آزاد اور کھلا ہے اُس کی پیداوار جبتک خرمن گاہ میں ہوتی ہے وہ ایک مشترکہ ڈھیری ہے - آدمی - مویشی - جانور - آئندہ روندہ اس کے حصہ دار ہیں - ہر جرائم پیشہ شخص کو ظاہرا چوری چکاری کا اُس پر تصرف حاصل ہے - جب گھر میں آتی ہے تو آتے آتے بھی اُس میں کمی ہو جاتی ہے - اور جب گھر کے اندر داخل کی جاتی ہے تو پھر بھی ایسی دست اندازیاں کم ہونے میں نہیں آتیں فصل یا پیداوار ہونے کے وقت زمیندار اپنے خرمن گاہ میں بادشاہ اور حاتم طائی ہوتے ہیں کنجوس سے کنجوس زمیندار کا ہاتھ بھی سیلاب سے خالی نہیں رہتا - سوال نہیں ہوتا مگر بہتیرے ونیز اور دھوبی نائی بنیا اور وہاں تک جو بھی جاتے ہیں

بقول شخصے زمیندار کو اُس وقت پتہ لگتا ہے کہ جب اُس کے پلّے میں غلّہ ختم ہو جاتا ہے۔
میں تسلیم کرتا ہوں کہ زمینداران میں سے بعض افراد کفایت شعار بھی ہیں اور کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے رہتے ہیں لیکن بالعموم یہ حالت نہیں ہے۔ اس فرقہ پر جب ضرورت اور قرضہ غالب ہوتا ہے تو پھر اُن کے عقل و ہوش میں فتور آ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ان لوگوں سے باوجود معقول آمدنی کے بھی کچھ پس انداز نہیں ہوتا۔ رہن بیع اراضیات کی صورت میں یہ لوگ قرضہ لینے میں زیادہ تر ہوشیار و دلیر تھے۔ اب ایکٹ انتقال اراضیات کے پاس ہونے سے ان کی اس موروثی دلیری میں فرق آ گیا ہے۔ لیکن یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ان کو روپیہ یا قرضہ کی ضرورت نہ ہوگی؟

گورنمنٹ نے جو بنکوں کے سوال کو اٹھایا ہے اُس کی بڑی بھاری یہی وجہ ہے کہ ان کی ضروریات میں فرق نہ آوے۔ جس قدر اوپر کی سطروں میں بنکوں کی صورتیں بیان کی گئی ہیں اگر اُن کا اجرا عمل پذیر ہو سکے تو فرقہ زمینداران کے حق میں ایک غیر مترقبہ خوشخبری ہے لیکن اگر ساتھ ساتھ یا پہلو بہ پہلو اُس تجویز کی بابت بھی گورنمنٹ اور خود زمینداران غور کریں کہ جن کا ذکر شروع میں کیا گیا ہے اور جس کے بانی مبانی جناب مسٹر میکلیگن صاحب اور جناب کپتان کراستھویٹ صاحب بہادر ہیں اور جو عملی طور پر سودمند ثابت ہو چکا ہے تو ایک ایسی فتح اور ایک ایسی کامیابی ہے کہ جس میں کوئی نقص اور کوئی دقت نہیں ہے
کپتان کراستھویٹ صاحب بہادر نے ایسے قومی بنکوں کے بارہ میں جس قدر قواعد مرتب کئے ہیں میں اُن کو اس مضمون کے اخیر پر شامل کرونگا خلاصہ اُن قواعد کا یہ ہے کہ:-

(الف) فصل وار پیداوار سے ہر ایک مالک یا مزارعہ بحساب فی من ایک یا دو سیر غلہ ایسے فنڈوں میں دیا کرے

(ب) وہ غلہ ایک سرمایہ کے طور پر جمع کیا جایا کرے۔

(ج) خواہ غلہ کے طور پر ہی مفلوک اور ضرورتمند زمینداروں کو قرضہ کے طور پر دے دیا جایا کرے۔

(د) اور خواہ اُس کی نقدی کر کے قرضہ دیا جاتا رہے۔

(ہ) زمیندار اُسی فنڈ میں سے معمولی قرضہ لیا کریں۔

(ه) پنچائت قوم وار ہوں۔

(ز) اُن کا حساب کتاب ایک جماعت قومی کے ہاتھوں میں رکھا جاوے اور جس قدر نقدی ہو وہ ڈاکخانوں میں بقاعدہ سیونگز بینک جمع ہوتی رہے۔

فصل تیار ہونے کے وقت ہر ایک مالک یا مزارعہ کو ایک ایک سیر غلہ فی من کے حساب اس فنڈ کے واسطے دے دینا کوئی بھی مشکل کام نہیں اور کسی کو بھی دو بھر نہیں معلوم ہوتا بجز اس کے کہ ان تجویزوں کی بابت کوشش کی جاوے اگر اس تجویز پر زمینداران عمل کریں تو چند سالوں کے بعد ہی وہ کفایت شعاری کے اصول سے واقف ہو کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اگر بجائے غلہ کے نقدی ہی فصل وار حسب رسد لیجایا کرے تو اس سے بھی ایک معقول آمدنی سالانہ ہو سکتی ہے جس طور پر لوگ رضامند ہوں دو نو طریقوں میں سے ایک پر عمل ہو سکتا ہے۔ بڑے بڑے زمینداران اور لیڈران گروہ زراعت پیشہ پر نقد حصوں سے ایک مشترکہ فنڈ کھولنے کی تجویز کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اگر ضلع وار یا کمشنری وار گروہ زراعت پیشہ کے ممبران شامل ہو کر نقد حصوں کے ذریعہ ایسے فنڈ قائم کریں تو اُس سرکل کے زمینداروں کو معمولی ضرورتوں کے واسطے کافی امداد مل سکتی ہے اور ایسا ہونا دیگر گروہ زراعت پیشہ کے واسطے ایک عمدہ عملی نظیر ہے۔

فصل وار پیداوار کے سوائے زمینداران کے ہاتھ میں اَور فالتو رقمیں بھی ہوتی ہیں اگر انکی توفیر شدہ رقمیں بھی شامل کی جاویں تو ایسے فنڈوں کو کافی امداد مل سکتی ہے۔ وہ فالتو رقمیں مندرجۂ ذیل ہیں۔

(۱) ملبہ دیہی کی مد۔ (۲) حق جھجری یا حق شادی۔ (۳) حق گھنڈاس اور حق دھوان (۴) حق آمدنی شاملات دیہہ۔ (۵) حق کوڈی کمینی۔ (۶) حق تھانہ پتی (۷) حق بکری۔ (۸) حق بورہ۔ (۹) حق جولا۔ (۱۰) حق ڈول۔ (۱۱) حق دہر شہ۔

یہ وہ آمدنیاں ہیں کہ اصل گاؤں کی مشترکہ ہیں مگر زمینداران کی نااتفاقی سے اُن کا صرف نامفید کاموں میں کیا جاتا ہے۔ اور اگر سال کے بعد حساب لگایا جاوے تو گاؤں والوں یا جماعت زمیندارہ کو فائدہ خاک بھی نہیں ہوتا ہے جو تجویز میں پیش کرتا ہوں گو موجودہ حالات میں اُس کا زمیندارہ جماعت میں مروج ہونا کسی قدر مشکل

رکھتا ہے اور وہ ابتدائی حالت میں نہیں چل سکتی ہے سوائے اس کے کہ

(الف) یا تو زمیندار خود توجہ کریں۔

(ب) - یا گورنمنٹ کچھ سہارا دیوے -

الا اگر زمینداران متوجہ ہوں تو کچھ بات نہیں ہے ہر ایک قوم کے زمیندار یا تو قوم وار یا دیہہ وار اس قسم کے فنڈ کھولیں اور ہر فصل پر جنسی یا نقد حصہ دیتے رہیں اور چند سال تک اُس کو چلا کر دیکھیں اور ضروری سمجھ لیں کہ ہر فصل پر کچھ نہ کچھ دینا ہے یہ جمع ہونا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ بڑے بڑے زمینداران اُٹھیں اور اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیویں۔ اُن کا شامل ہونا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔

گورنمنٹ کے حکم اور توجہ سے اس قسم کے فنڈ ایک ہی سال میں تیار اور سرسبز ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ کو اس میں تامل ہو مگر میرے خیال ناقص میں گورنمنٹ اور کوشش چھوڑتی ہے کیوں اس سیدھی راہ کو نہیں لیتی۔ زمینداران سے اس سے اول مدرسہ و ڈاک کے ریٹ لئے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ایک خفیف سا فنڈ (سیس) کیوں نہیں لگا دیتی۔ ہر ایک گاؤں سے فصلوار فنڈ محصول بھی لیا جایا کرے اور وہی اُس گاؤں کے لئے ایک جداگانہ بنیک سمجھا جاوے۔

اگر گورنمنٹ یہ فنڈ (سیس) نہ قائم کرے تو ہر ایک تحصیل میں دو دو چار چار ایسے فنڈ کھلوا دیوے۔ تحصیلداران اور ذیلداران کو تھوڑا سا اشارہ ہونا چاہئیے پھر اُن کی بنیاد آسانی سے پڑ سکتی ہے۔ تحصیلدار مابین گورنمنٹ اور رعایا کے ایک کام دینے والی طاقت ہے اگر اِن کا پیر بیچ میں ہو تو ایسے فنڈوں کا قائم ہو جانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

جس طرح فضول خرچی کے روکنے والوں کو عزت اور امتیاز دیا جاتا ہے اُسی طرح پر فنڈ قائم کرنے والوں کو بھی اعزاز دیا جاوے۔ اور مقامی حکام ایسے زمینداران کی عزت افزائی کا خیال رکھیں کہ جو اپنی ذاتی کوششوں سے گروہ زراعت پیشہ کو ان امور کی طرف لے جاتے ہیں۔

میرا اپنا یہ خیال ہے کہ اگر گورنمنٹ اور زمینداران قدرے قلیل بھی توجہ کریں تو ایسے بنکوں کا قائم ہو جانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ زمینداران میں اب خود بھی جوش اور لطف دلی [illegible]

موجود ہے لیکن افسوس ہے کہ اُن کو اُبھارنے والا کوئی نہیں اور بدقسمتی سے اُن کے دلوں میں یہ بات جم چکی ہے کہ بجز امداد اور دست اندازی گورنمنٹ کے اُن سے کچھ نہیں ہو سکتا گو اِس امر میں کسی قدر وہ حق پر ہیں لیکن یہ اُن کی کم ہمتی اور جہالت بھی ہے اگر وہ اِس قسم کے کاموں کے واسطے خود بھی مستعد ہوں تو بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

اِس فرقہ میں تعلیم کم اور اتفاق نادر ہے کوئی طاقت اُن کو جگاتی نہیں اور کوئی شخص اُن کی ہمدردی پر کھڑا نہیں ہوتا۔ جو دیکھتا ہے دوسری نظر سے ہی دیکھتا ہے۔ کاش زمینداروں کے سربرآوردگان اور لیڈر اُٹھیں اور اِس طرف توجہ کریں۔ کاش اُن کے دلوں میں جوش ہمدردی پیدا ہو۔ کاش وہ اپنی طاقتوں کو حرکت میں لاویں۔ کاش وہ زمانہ کی ضروریات سے واقف ہوں۔

یہ کہنا کہ موجودہ زمیندارہ گروہوں میں کوئی لیڈر نہیں۔ کسی کو عقل و ہوش نہیں۔ کسی میں طاقتِ گویائی اور عمل نہیں ایک خلاف واقعہ بیان ہے۔ زمیندارہ کی طاقت قائم ہے لیڈر موجود ہیں۔ اور اُن کی عقل و ہوش مسلمہ ہے۔ اُن کے افراد میں سے اکثر افراد ذی عزت ذی مرتبت ہیں۔ اُن کا اپنی اپنی جماعتوں میں رسوخ اور رعب داب ہے۔ وہ اگر کچھ کرنا چاہیں تو آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اُن کی زبانوں میں تاثیر اور اُن کی تحریروں میں اثر موجود ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ اِس طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ خاموش ہیں۔ لاپرواہ ہیں۔ نہ صرف اپنے ہی گھر کی سلامتی کو سارے زمیندارہ کی سلامتی سمجھتے ہیں۔

ساری قومیں اور ساری طاقتیں اِس عہد امن و امان میں اپنا اپنا کام کر رہی ہیں ایک زمیندارہ وجود ہی ہے کہ جو سست اور خاموش حیران پڑا ہے۔ کوئی جوانمرد اُٹھے اور اِس وجود کو حرکت میں لاوے۔ کوئی ہمدرد کھڑا ہو اور اِس کو کھڑا کرے۔ اب وقت آگیا ہے کہ زمیندارہ جماعتیں اِس طرف متوجہ ہوں۔ گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا ہے کہ ساری رعایا میں سے یہی فرقہ عزیز الوجود ہے۔ اور اِسی پر سب کچھ دار و مدار ہے۔ پھر کیوں اِس فرقہ کے لوگ عقلمندی سے کام نہیں لیتے۔ اور کیوں خود گورنمنٹ ایک تھوڑی سی تحریک کے ساتھ اُن کو کفایت شعاری نہیں سکھلاتی۔ زمیندار گورنمنٹ کے ناشکر گذار نہیں ہیں۔ اُسکی عنایات اُس کی مرحمتوں کے مرہون ہیں۔ لیکن چونکہ بدقسمتی سے وہ بغیر سہارے گورنمنٹ کے کچھ بھی نہ کرنے کے علاوہ

ہو چکے ہیں اِس واسطے اگر گورنمنٹ ایسے قومی بنکوں کے قائم کرنے میں کوئی مناسب امداد دے سکتی ہے تو زمینداروں کو اُس سے محروم نہیں رکھنا چاہئیے۔

گو زمینداران گورنمنٹ کے محتاج ہیں۔ لیکن اپنی ہمت سے بھی کام لینا چاہئیے اگر اَور کچھ نہیں تو اِن قواعد کے موافق دو چار ضلعوں میں ہی فنڈ قائم کر کے دیکھیں اور پھر کہیں کہ اُن سے کیا کچھ فائدہ اور نقصان ہے؟

اب مَیں اُن قواعد کو جو اس بارہ میں کپتان کراستھویٹ صاحب بہادر نے مرتب کئے ہیں مع چند تشریحات اور نمونوں کے پیش کرتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ پنجاب کے زمینداران ضرور اِن قواعد کو عملی نگاہوں سے دیکھینگے۔ اور متفقہ کوشش سے ان کے سرسبز کرنے کی تجویزاتِ عملی سوچیں گے۔

جناب کپتان کراستھویٹ صاحب بہادر نے ان قواعد کی ترتیب میں محض چندہ فنڈ کو ہی ملحوظ نہیں رکھا ہے بلکہ اَور مفید امور کا بھی تذکرہ کر دیا ہے۔ چونکہ مَیں نے اِن قواعد کے فائدوں اور نتیجوں کو زیرِ نگرانی اور سرپرستی جناب مسٹر میکلیگن صاحب بہادر اور کپتان کراستھویٹ صاحب بہادر خود عمل میں لاکر دیکھا ہے اور میری رائے ناقص میں یہ قواعد ایک عملی تجربہ کے بعد گروہِ زراعت پیشہ کے حق میں اعلیٰ درجے کے فائدہ رساں اور اپنی مدد آپ کے اعلیٰ اصول ثابت ہوئے ہیں۔ اور چند زمینداران ملتان نے عملی کوشش تجربہ کرنے کے بعد اُن کو پسند کیا ہے۔ اِس واسطے مَیں اِس مضمون کے ذریعے پنجاب کے زمینداران زمینیان۔ جاگیرداران۔ معافیداران۔ تعلقہ داران۔ ذیلداران۔ نمبرداران کی خدمت میں اور نیز پنجاب کے عہدہ داران مالی صاحبانِ ڈپٹی کمشنر اور صاحبانِ مہتمم بندوبست کی خدماتِ عالیہ اور خود گورنمنٹ کے حضور میں ان قواعد کو مودبانہ پیش کرکے عرض پرداز ہوں کہ پنجاب کے زمینداروں کی بہبود اور بہتری کی قسمت کو ایک دفعہ ان سے متعلق کرکے بھی امتحان کرایا جاوے۔ اِس امتحان کے بعد پبلک کو اقرار کرنا اور معترف ہونا پڑیگا کہ کپتان کراستھویٹ صاحب بہادر کے یہ قواعد اور مسٹر میکلیگن صاحب بہادر کی یہ تجویزیں کیسی بابرکت اور عام فائدہ مند ہیں

## زمیندارہ قومی فنڈوں کی ضرورت

ہر ایک ملک میں عموماً زمینداران کو قرضہ اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے گو اُن کے

پاس اراضی و مویشی کافی ہوتے ہیں لیکن نقد روپیہ بہت کم ہوتا ہے جن کے باعث ان کو
معمولی ضروریات کے پورا کرنے کے واسطے بھی قرضہ اٹھانا پڑتا ہے۔ اور یہ قرضہ زمیندار
سال میں ایک یا دو دفعہ ہی جب کہ فصل کی پیداوار برداشت کرتا ہے۔ ادا کر سکتا ہے۔
اور اسوقت نرخ غلہ عموماً ارزاں ہوتا ہے۔ اور ساہوکاران بھی چونکہ ان کو فائدہ معلوم
ہوتا ہے۔ اسی وقت زمیندار سے تقاضا کرتے ہیں۔ اور چونکہ ساہوکاران کو یہ آندیشہ
ہوتی ہے کہ ان کا روپیہ زمیندار سے وقت پر وصول ہو جائیگا۔ اس واسطے وہ اس قرضہ
کے واسطے سود بھاری لیتے ہیں۔ اس نقص کے رفع کرنے کے واسطے بعض زمیندار تجویز
کرتے ہیں کہ ایک زمیندارہ فنڈ بنایا جاوے۔ اور ہر فصل کی پیداوار سے کچھ خفیف حصہ
مثلاً نیم آثار یا اسی طرح اپنی قوم یا کم سے کم اپنے خاندان کے ممبروں سے جمع کیا جائے
اور اس موقع پر فروخت کیا جاوے۔ جب کہ نرخ غلہ چڑھا ہوا ہووے۔ اور اس روپیہ کو
ان ممبروں میں سے ایسے اشخاص کو بطور قرضہ دیا جاوے جو اپنی اراضیات رہن یا بیع
کئے بغیر اپنی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک زمیندارہ قوم نے اس فنڈ کے
قائم کرنے میں ابتدائی کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کے قواعد ہم اس غرض سے شائع کرتے
ہیں کہ اور زمیندار بھی اس کی پیروی کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک قوم
انہیں قواعد پر عمل کرے۔ بلکہ اپنے حالات اور ضروریات کے مطابق مناسب کمی و بیشی ہو سکتی
ہے۔ اور ان کو نمونہ کے طور پر دیکھ کر فائدہ اور طریقہ چلانے کا معلوم ہو سکتا ہے۔ فقط

المرقوم ۱۳- اپریل ۱۹۰۶ء

دستخط

جے جی کراستھویٹ صاحب بہادر
مہتمم بندوبست ڈیرہ اسمعیل خاں

## قواعد زمیندارہ فنڈ

۱۔ فنڈ کا نام | یہ فنڈ[۱] فنڈ کے نام سے مشہور ہوگا۔

[۱] اگرچہ ایسے فنڈوں کو قوم وار رکھا گیا ہے۔ جس میں یہ فائدہ سوچا گیا ہے کہ ایک قوم کے ممبر بغیر کسی اعتراض کے

(۲) انتخاب ممبر فنڈ کا ہوگا اور اچھے معتبر آدمی شامل ہوں گے۔

اس فنڈ کے ممبر منتخب کئے جاوینگے۔ کوئی شخص ممبروں میں داخل نہ کیا جاویگا جو بد چلن ہو۔ یا اس قدر مقروض ہو کہ اُس کا قرضہ ادا ہونے کی امید نہیں ہے۔ یا مر پنچایت جس کا ذکر قاعدہ نمبر ۳ میں کیا گیا ہے۔ فیصلہ کرے گی کہ فلاں فلاں اشخاص عہدہ ممبری کے قابل ہیں۔

(۳) عہدہ داران پنچایت جو کل کام فنڈ کا کرینگے۔

کل ممبران ایک پنچایت[۵۴] پانچ کس کی مقرر کرینگے اور پنچایت اپنا پریزیڈنٹ اور وائس پریزیڈنٹ اور سکرٹری مقرر کریگی۔ اگر اس پنچایت میں کوئی یا متعدد ممبر سرمایہ کے کام کو ٹھیک طور پر نہ کریں۔ یا کوئی بد دیانتی کریں تو کل فنڈ کے ممبران کا اختیار ہوگا کہ اسکو یا کل کمیٹی کو علیحدہ کر دیویں۔ اور نئے لائق آدمی مقرر کریں فرائض منصبی عہدہ داران پنچایت آگے درج کئے جاتے ہیں۔ یہ پنچایت پانچ سال کے واسطے منتخب کی جاویگی۔ اگر کوئی ممبر عہدہ دار مقرر کیا جاوے تو وہ انکار کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔

(۴) فنڈ کا فائدہ یہ ہوگا کہ ممبران کی اراضی رہن و بیع سے محفوظ رہیگی اور وقت ضرورت کے وقت وہ فنڈ سے قرضہ حاصل کرسکینگے۔

اس فنڈ کے فوائد حسب ذیل ہیں۔

(اول) تمام ممبران کی اپنی اراضی رہن و بیع سے محفوظ رہیگی۔

(دوم) جو زمین رہن یا بیع ہو چکی ہے۔ وہ اس فنڈ کی مدد سے چھڑا لیجاویگی۔

(سوم) جو ممبر مقروض ہیں۔ اُن کا قرضہ اس فنڈ کی مدد سے ادا ہو جاویگا۔

(چہارم) قحط سالی و دیگر آفات کے وقت ممبران کو ضروری امداد ملیگی۔

(پنجم) تخم ریزی و خرید مویشیان اور ترقی حیثیت اراضی کے لئے ممبران کو غلہ و تقاوی دی جاوے گی۔

بقیہ حاشیہ۔ اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایک ہی گاؤں پتی والہ یا ہمسایہ چارہ کی چند قومیں بھی شامل ہو کر ایسے فنڈ قائم کریں تو شاید کوئی نقص نہ ہوگا۔

۵۴ اگر پانچ کس سے زیادہ ممبر پنچایت میں رکھے جاویں تو بلحاظ حالات موجودہ کے شاید مناسب ہوگا۔

۵۵ معمولی واشگر کرنے یا رسمیات فضول خرچی کے واسطے کسی ممبر کو اس فنڈ میں سے قرضہ نہیں دینا چاہئے۔

**(۵) ہر ایک ممبر فصل کے وقت ایک حصہ پیداوار دے گا۔**

ہر ایک ممبر کمیٹی[۱] یا دو سیر فی من غلہ اپنی کل پیداوار سے فنڈ کو دے گا۔

**(۶) ہر ایک ممبر کا حصہ پیداوار پنچایت میں جمع ہوگا۔ اور کمیٹی مناسب وقت پر فروخت کرے گی۔**

پنچایت یہ غلہ جمع کریگی۔ اور اُس کے رکھنے کے واسطے مناسب انتظام پریزیڈنٹ کے سپرد ہوگا۔ ہر ایک ممبر کو ایک رسید بابت مقدار کے جو اُس نے فنڈ میں دیا ہے۔ پنچایت دیگی۔ اور بہی میں یہ غلہ بھی بنام شخص داخل کنندہ درج کیا جاویگا جب پنچایت مناسب سمجھے۔ غلہ فروخت کر سکتی ہے۔ بعد فروخت بہی کی رسید کے سامنے قیمت غلہ درج کی جاویگی۔

**(۷) غلہ کا روپیہ ممبران کو بطور قرضہ دیا جاویگا۔ کمیٹی سب فیصلہ کرے گی۔**

اس پیداوار کی قیمت کا روپیہ ممبران کو بطور قرضہ کے دیا جاوے گا۔ سوائے ممبران کے کسی دیگر کو اس فنڈ سے قرضہ یا تقاوی نہیں دیجاویگی[۲] جو ممبر یا ممبران قرضہ لینا چاہیں۔ وہ کمیٹی کے پاس درخواست کریں گے اور کمیٹی بعد غور کے فیصلہ کرے گی۔ کہ کس کی ضرورت زیادہ ہے۔ اگر چند ممبران کے حق برابر ہیں۔ اور سرمایہ کم ہے۔ تو پھر قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جاویگا۔

**(۸) قرضخواہ سے اقرارنامہ لیا جاویگا۔ تعداد میعاد کا فیصلہ کمیٹی کرے گی۔**

جب پنچایت فیصلہ کرلیوے کہ فلاں فلاں اشخاص کو قرضہ دینا مناسب ہے، تو اوّل اُن سے ایک سند بطور اقرارنامہ کے ہر ایک قرضہ کی بابت اسٹامپ پر لینا چاہئے۔ جس میں یہ درج ہوگا کہ۔ میں فلاں ابن فلاں سکنہ فلاں اس قدر روپیہ میں نے بطور قرضہ فنڈ قوم پنوہاں سے لیا ہے۔ عند الطلب پریزیڈنٹ کو ادا کردونگا۔ اس تحریر سے پہلے کمیٹی یہ فیصلہ کرے گی کہ قرضخواہ کس قدر حصہ اپنی کل پیداوار سے قرضہ کی ادائگی میں دے سکتا ہے۔ اور کہ کتنے سالوں میں قرضہ ادا ہو جائیگا (میعاد ادائگی قرضہ زائد از دس سال نہیں ہونی چاہئے) قرضخواہ پنچایت کے سامنے زبانی اقرار

---

[۱] قائمی فنڈ پر ممبران فنڈ یہ بھی تجویز کرسکتے ہیں کہ بجائے جنسی چندہ کے نقدی چندہ فصل وار کی تجویز کریں۔ جو مالیہ یا رقبہ پر باچھ ہو سکتی ہے مگر بجائے رقبہ کے مالیہ پر باچھ کیا جانا زیادہ تر مناسب ہوگا۔

[۲] اگر کمیٹی کی رائے میں غیر ممبر کو بھی قرضہ دینا تجویز کیا جاوے۔ تو اس شرط سے ہو سکتا ہے کہ وہ قرضخواہ شرائط فنڈ کے موافق قرضہ حاصل کرنے کی درخواست کرے۔

کریگا کہ وہ اس قدر حصہ پیداوار قرضہ کی ادائیگی میں دیتا رہیگا جب تک کہ قرضہ ادا نہو جاوے اور یہ بھی کہ ایک سیر غلہ گندم بطور فائدہ ایک روپیہ پر سالتمام رقم قرضہ پر ادا کریگا۔ جب حساب بہی کھاتہ کی ادائگی پابندی نہیں ادا کرنے کے واسطے کوئی ممبر قرضہ لینا چاہے تو کمیٹی کے ممبران خود تحقیق یا ساہوکار کو روپیہ ادا کرینگے۔ جب قرضہ تقاوی کسی چاہ کی تیاری کیلئے دیا جاوے تو کمیٹی حصہ بحصہ بقدر ضرورت قرضخواہ کو دیگی۔ یکمشت نہ دیا جاویگا۔ لیکن قرضخواہ سے سند تحریری پہلے کمیٹی لے لیگی۔

(۹) یہ غلہ ہمراہ دیگر غلہ فروخت ہوگا اور قیمت جو مطابق اوسط مختلف نرخوں کے قائم ہوگی مجرا قرضہ دیجاوے۔

قرضخواہ علاوہ معمول یک سیر دو سیر فی من کے حصہ مجوزہ فقرہ نمبر ۸ بھی ادا کریگا۔ اس پیداوار کی بابت منجانب کمیٹی اُس کو جدا رسید ملیگی۔ جب کمیٹی پیداوار فروخت کر لیوے۔ تو قیمت اس قدر حصہ پیداوار جو قرضخواہ نے ادائیگی قرضہ میں داخل کی ہے۔ قرضہ میں مجرا کی جاویگی۔ اور راس روپیہ کی بابت بھی رسید قرضخواہ کو دی جاوے گی۔ قرض کا روپیہ مختلف قرضوں میں مجرا دیا جاوے گا۔

(۱۰) فائدہ کی رقم

قرضخواہ اور رقم قرضہ پر ایک سیر غلہ گندم فی روپیہ سالتمام بطور فائدہ ادا کرے گا۔ اور یہ فائدہ ہر سال کی مابقایا رقم قرضہ پر لیا جاویگا۔

۱۱ تین حساب غلہ رکھے جاویں گے۔

کمیٹی کو حساب غلہ تین قسم کا رکھنا ہوگا۔

(اول) غلہ چندہ جو ہر ایک ممبر سے بحساب فی من دو سیر وصول ہوتا ہے۔

(دوم) جو غلہ قرضہ کی ادائیگی کی بابت وصول ہوتا ہے۔

(سوم) غلہ جو بطور فائدہ رقم قرضہ پر قرضخواہ سے لیا جاتا ہے۔

(۱۲) بعد ہر فصل کہ جب پیداوار کمیٹی علم جلسہ میں ممبران کو قیمت و حساب آمدنی سمجھاویگی اور روپیہ ٹھیک کھاتہ میں جمع کیا جاویگا

بعد ہر فصل کے جب پیداوار کمیٹی فروخت کریگی۔ تو کل ممبران جمع ہونگے اُس وقت کمیٹی سب ممبران کو سمجھا دیوے گی کہ کل پیداوار کی آمدنی کس قدر ہوئی ہے۔ اور ہر ایک جنس کس شرح پر فروخت ہو کر کس قدر روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ اور حساب تین مدات میں جس کا ذکر فقرہ نمبر ۱۱ میں کیا گیا ہے الگ الگ لکھا جاویگا۔ آمدنی چندہ والا روپیہ بنام عہدہ پریزیڈنٹ۔ اور وصولی قرضہ والا روپیہ بنام سکرٹری سیونگ بنک ڈاکخانہ میں فصل وار داخل کیا جاویگا۔

**(۱۳) جلسہ میں کمیٹی بابت دئے جانے قرضہ اور میعاد کے فیصلہ کریگی**

اس جلسہ میں کمیٹی فیصلہ کرے گی۔ کہ کس کس شخص کو قرضہ دینا منظور ہوا۔ اور کس قدر حصہ پیداوار اس سے لینا ہو اور کتنے سالوں میں ادا ہو جائیگا۔ اور کمیٹی نے کسی کو قرضہ دینا ملتوی کیا ہو تو وہ بھی

**(۱۴) کمیٹی فوراً روپیہ طلب کریگی۔ اگر فنڈ کو کسی نقصان کا اندیشہ ہو۔**

اگر کوئی ممبر جس کے سرمایہ سے قرضہ لیا ہو۔ بدچلن یا شست ہو جاوے تو پنچایت اس سے اسی وقت اپنی سند کے ذریعہ کل قرضہ طلب کرے گی۔ بشرطا اشد ضرورت کے عدالت میں چارہ جوئی ہو سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو کمیٹی میں اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ اگر کوئی ممبر روپیہ اس کام پر خرچ کرے جس کے واسطے اس کو نہیں دیا گیا تھا۔ یا بدچلن معلوم ہو۔ تو کمیٹی بذریعہ نوٹس اس سے روپیہ طلب کریگی۔

**(۱۵) مدِ فائدہ اور اسکا روپیہ قرضہ میں نہیں دیا جاویگا فنڈ کا نقصان اس سے پورا کیا جائیگا۔**

مدِ فائدہ کا روپیہ خاص وجوہات سے خرچ ہونا چاہئے۔ اسکی بابت کل ممبران کو فیصلہ کر لینا ہوگا۔ اگر کسی قرضدار کی وفات یا دیوالیہ ہو جانے سے یا اس قسم کے اور وجوہات سے اصلی فنڈ کو نقصان پہنچے تو اس مد کی امداد سے پورا کیا جائیگا۔ یہ رقم فائدہ والی کل ممبران کے حق میں جمع ہوگی۔ کسی خاص کا حق نہیں ہے۔

**(۱۶) فائدہ کی مد کا حساب الگ رہے گا۔**

جتنا فائدہ کا روپیہ ڈاکخانہ میں جمع ہوتا ہے سال بسال خاص فائدہ کے حساب میں داخل ہونا چاہئے۔

**(۱۷) ممبر اپنا حساب پیداوار داخل شدہ کب اور کس طرح لے سکتا ہے۔**

کوئی ممبر اپنا حصۂ پیداوار داخل شدہ یا اس کی قیمت نہیں لے سکتا ہے۔ تاوقتیکہ فنڈ کو دس سال پورے نہ ہو جلویں سوائے منظوری کمیٹی یا ٹوٹ جانے فنڈ کے۔ لیکن جہاں تک ہو سکے کمیٹی معمولی خرچ کے واسطے اپنے غریب ممبروں کو اس قدر تعداد تک دے دیوے گی جو انکی طرف سے فنڈ کے حساب میں جمع ہے۔[1]

**(۱۸) کاغذات حساب فنڈ**

کمیٹی کاغذات ذیل رکھیگی (۱) بہی قرضہ (۲) روکڑ بہی۔

---

[1] کمیٹی کا اختیار ہونا چاہئے کہ مدت مشروط کے بعد بجائے دس سال کے کوئی اور میعاد کم و بیش مقرر کرے۔

(۲) کھاتہ بہی۔ دیکھو قاعدہ نمبر ۱۹۔ ایک سیونگ بنک کی حساب کی کتاب الگ ہونی چاہئیے۔ تین رسید۔ ایک غلہ کی ہونی چاہئیے۔ اور ایک نقدی کے واسطے۔ نقدی والی کتاب مطابق غلہ کے حساب کے ہوگی۔ اور یہ نقدی رسید کی کتاب بابت قیمت وصول کل پیداوار کے ہوگی۔

**(۱۹) ممبران کی طرف سے علاوہ چندہ کے غلہ کے اور غلہ بطور امانت رکھنا اور اُس کا حساب کتاب وغیرہ۔**

ممبران چار سیر فی من تک اپنے پیداوار میں سے چندہ کے علاوہ بطور امانت داخل کر سکتے ہیں۔ یہ اُن کا ایک علیٰحدہ کھاتہ ہوگا اور سیونگ بنک حساب میں جو کمیٹی رکھتی ہے درج ہوگا۔ اور باقی غلہ کے ہمراہ فروخت ہوکر قیمت اس کی اس کتاب میں درج ہوگی اور یہ روپیہ باقی چندہ کے ساتھ قرضہ پر نہیں دیا جاویگا۔ اور کمیٹی بھی یہ سب روپیہ علیٰحدہ سیونگ بنک کے ڈاکخانہ میں داخل کریگی۔ جس کا نام سیونگ بنک رکھا جاویگا اگر کسی ممبر کو جس نے بخوشی یہ غلہ داخل کیا ہو ضرورت پڑے تو وہ کمیٹی کو اطلاع دیوے گا۔ اگر کمیٹی کے ہاتھ میں اس قدر روپیہ ہے۔ تو دیگی۔ اگر کمیٹی میں نہیں ہے تو ڈاکخانہ سے حاصل کرکے اُس کو دیا جاوے گا۔ اس کے بابت جلسہ میں زبانی اقرار یا تحریر سے فیصلہ ہوگا اقرارنامہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو روپیہ ایسے دیا جاتا ہے۔ وہ پیشگی تصور ہوگا۔ اور نہ ہی اُس پر کچھ فائدہ وغیرہ اُس سے لیا جاویگا۔ ممبر اگر اپنی خوشی سے چاہے تو پھر جمع کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی پوری ضمانت کمیٹی کے ہاتھ میں موجود ہے اس رقم پر جو فائدہ ڈاکخانہ دیگا وہ کمیٹی کے مد فائدہ میں جمع ہوتا رہیگا۔ یہ انتظام مناسب اس طرح ہوگا کہ کمیٹی اس کو بابت روپیہ کے داخل کرنے کی کریگی

**(۲۰) کُل ممبران تمام فیصلہ طلب امورات متعلقہ فنڈ میں پنچایت کے فیصلہ پر عمل کرینگے۔**

کُل ممبراں کا اقرارنامہ داخل ہونا چاہئیے۔ کہ وہ فیصلہ پنچایت کے پابند رہینگے۔ جو فیصلہ نقد یا قرضہ کے امورات کے متعلق ہو۔ اور قاعدہ ہذا کے بھی پابند رہینگے۔

**(۲۱) تمام جھگڑے کمیٹی فیصلہ کریگی**

جو جھگڑا ممبران کے درمیان ہوگا۔ جہانتک ہو سکے کمیٹی خود فیصلہ کریگی

۵۱ غلہ کی طرح یہ بھی اختیار ہونا چاہئیے کہ نقدی بھی امانتاً جمع کی جایا کرے۔
۵۲ جس قوم کے نام سے بنک ہو اُس کے نام سے سیونگ بنک موسوم ہوگا۔

**(۲۲) ممبر اگر زمین رہن بیع کرے اول حق فنڈ کا ہے۔**

اگر کوئی ممبر اپنی زمین بوجہ کمزوری یا باعث ضرورت رہن یا بیع کرنا چاہے تو اول کمیٹی میں درخواست دیگا۔ اگر کمیٹی نہ لیوے پھر دوسری جگہ دے سکتا ہے مگر ہر صورت اول حق فنڈ کا ہوگا۔

**(۲۳) کمیٹی کے جلسے اور فصل کا حساب کتاب کا ممبروں کو سمجھانا**

عموماً پنچایت کو مہینہ میں ایک دو دفعہ کمیٹی کرنی چاہئے۔ نیز دونوں فصلوں کے اخیر پر اور پیداوار کے فروخت ہونے کے بعد کل ممبران کا جلسہ ہونا چاہئے اس جلسہ میں کل آمدنی خرچ بقایا کا حال سب کو سنایا اور سمجھایا جاویگا۔

**(۲۴) حساب کی سالانہ پڑتال کسی معتبر شخص کی معرفت ہوگی**

کل حساب سالانہ پڑتال کے لئے کسی ایسے معتبر شخص کے پاس بھیجا جائیگا جس پر کل فنڈ کا اعتبار ہو۔

**(۲۵) بصورت ممبر کی بدچلنی یا دیوالیہ کے یا اس پر نالش کئے جانے کی صورت میں اس کی برخاستگی اور داخل شدہ چندہ سے محروم کیا جانا۔**

اگر فنڈ کسی ممبر پر نالش کرنا چاہے یا کوئی ممبر بدچلن یا دیوالیہ ہو جاوے۔ یا وہ قرضہ ایسے کام پر خرچ کرے جس کے واسطے اس کو نہیں دیا گیا تھا تو ممبری سے برخاست کیا جاویگا۔ اور نہ ہی بابت اس پیداوار کے جو اس نے حسب قاعدہ داخل کیا۔ کوئی حق اس کا رہیگا۔ اور نہ ہی فائدہ کی مد میں وہ مستحق ہوگا۔

**(۲۶) تمام کام فنڈ کمیٹی خود کرے گی۔**

کل کام فنڈ کا کمیٹی اور ممبران کو خود کرنا ہوگا کوئی ملازم نہیں رکھا جاوے گا۔ شاید محرر کی ضرورت ہو لیکن یہ کام بھی کمیٹی خود کر سکتی ہے۔

**(۲۷) بصورت فنڈ ٹوٹ جانے فنڈ کے عام جلسہ میں انتظام مناسب ہوگا۔**

اگر فنڈ ٹوٹ جاوے تو عام جلسہ میں مناسب کارروائی کی بابت فیصلہ ہوگا۔

**دستخط**

جان۔ جی کراستھویٹ صاحب بہادر۔

مہتمم بندوبست ڈیرہ اسمعیل خاں

**نوٹ**۔ اگرچہ عام قاعدہ ہے کہ سیونگ بنک ڈاکخانہ میں دو سو روپیہ سے زائد فی الحال رقم نہیں رکھی جاتی ہے لیکن ایسے زمیندارہ تقاوی فنڈ کے واسطے حکام ڈاکخانہ نے منظوری دیدی ہے کہ دس ہزار روپیہ سالانہ تک جمع کیا جاوے۔ یہ ایک بڑی سہولت ہے اور تقاوی فنڈ کی صورت میں زمیندار اس خاص رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

# (حساب کتاب کے نقشے)

بارہ نقشوں کے نمونے شامل کئے جاتے ہیں۔ کہ جو فنڈ کی ہر ایک قسم کی آمدنی اور خرچ کے متعلق ہیں۔ یہ ایک نمونے ہیں ضرورت پر ان میں تبدیلی بھی ہو سکتی ہے۔

## نمبر ۱ حساب وصولی غلہ چندہ والہ بحساب ۵ سیر فی من پیداوار سے وحال فروخت

| حصہ اول وصولی | | | | حصہ دوم فروخت | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| نمبر شمار | تاریخ | نام ممبر ادا کنندہ | تفصیل تعداد غلہ جو داخل کیا گیا | تاریخ | نرخ جس پر فروخت ہوا | کل قیمت | دستخط خزانچی |

## نمبر ۲ وصولی غلہ جو قرضہ کی ادائگی کی بابت وصول ہوتا ہے۔

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| نمبر شمار | نمبر رجسٹر قرضہ کا | تاریخ | نام ممبر جو غلہ ادا کرے | تعداد غلہ جو وصول ہوا اور داخل کیا گیا | کل قیمت | نرخ جس پر قیمت کا حساب لگایا | دستخط خزانچی |

## نمبر ۳ کتاب وصولی غلہ گندم فائدہ والہ جو فی روپیہ ایک سیر سالانہ قرضخواہ سے وصول ہوتا ہے

| | | | | | | فروخت غلہ | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| نمبر شمار | نمبر رجسٹر قرضہ کا | تاریخ | نام ممبر جو غلہ ادا کرے | تعداد وصول شدہ | تعداد فائدہ جو وصول ہوا | تعداد فروخت | نرخ جس پر فروخت ہوا قیمت وصول شدہ | کیفیت |

نمبر ۴۔ کتاب وصولیٔ غلہ جسکی قیمت بطور امانت رکھی جاوے گی۔

| نمبر شمار | تاریخ | نام و ولدیت و سکونت امانتدار | تعداد غلہ وصول شدہ | قیمت جس پر فروخت کیا گیا | تاریخ فروخت و رقم جو بطور امانت رکھی گئی | دستخط پنچایت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | | |

نمبر ۵۔ رسید وصولی غلہ چندہ زمیندارہ فنڈ قوم۔

| نمبر شمار | تاریخ | نام ممبر مع ولدیت و سکونت | تفصیل و تعداد غلہ داخل کیا گیا | کیفیت | دستخط ممبر پنچایت |
|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | |

نمبر ۶۔ رسید بابت اس غلہ کے جو قرضخواہ قرضہ کی ادائیگی میں داخل کرتا ہے

| نمبر شمار | نمبر حساب قرضہ بہی | تاریخ | نام قرضخواہ مع ولدیت | تعداد غلہ جو قرضہ کی بابت قرضخواہ نے داخل کیا | دستخط پنچایت |
|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | |

| نمبر ۷- رسید غلہ گندم جو سال بسال سیرفی روپیہ رقم قرضہ پر بطور فائدہ حاصل ہوا | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| نمبر سلسلہ | نمبر جزو قرضہ بہی | نام و ولدیت و سکونت اسامی | تعداد و جنس | تعداد و قیمت غلہ جو قرضہ میں مجرا ہوا | دستخط افسر معہ تاریخ |

| نمبر ۸- رسید وصولی غلہ جسکی قیمت بطور امانت رکھی گئی | | | | | رسید وصولی غلہ جسکی قیمت بطور امانت رکھی جاویگی | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| نمبر سلسلہ | تاریخ | نام و ولدیت امانت دار حاصل کنندہ | تعداد غلہ و قیمت امانت شدہ | دستخط خزانچی | نمبر شمار | تاریخ | نام و ولدیت امانت دار حاصل کنندہ | تعداد غلہ و قیمت واپس شدہ | دستخط خزانچی |

نمبر ۹- روکڑ بہی فنڈ زمیندارہ

| آمدنی | | | | خرچ | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| تاریخ | نمبر آمدنی | تعداد روپیہ آمدنی | کیفیت | نمبر خرچ | تعداد روپیہ خرچ شدہ | کیفیت |

## نمبر ١٠- بہی قرضہ زمیندارہ فنڈ

| نمبر شمار | تاریخ درخواست | نام و ولدیت و سکونت سائل | تعداد قرضہ جو دیا گیا | تعداد و شرح سود | وصول قرضہ سالوار | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | سال | سال | سال | سال | سال | سال | سال | سال | سال |

## نمبر ١١- حساب سیونگ بنک جو زمیندارہ فنڈ نے رکھا ہووے

| جو داخل کیا جاتا ہے | | | | | جو لیا جاتا ہے | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تاریخ | نام داخل کنندہ | تعداد روپیہ | نام جس کے حساب میں داخل کیا گیا | کیفیت | تاریخ | نام جس کے حساب سے لیا گیا | تعداد روپیہ | نام وصول کنندہ کا | کیفیت |

## نمبر ١٢- کتاب وصولی غلہ جسکی قیمت بطور امانت رکھی جاوے گی

| نمبر شمار | تاریخ | نام و ولدیت امانت داخل کنندہ | تعداد اجناس غلہ | قیمت جس پر رکھا گیا | تاریخ و اطلاع واپسی غلہ | اصل قیمت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | | |

# THE ZAMINDARA BANK.

BEING

A SHORT DISCUSSION ON THE CAUSES OF POVERTY OF ZAMINDARS.

Showing that its true causes do not consist in the heavy assessment of Government revenue, but in other circumstances of that class.

BY

**Khan Mirza Sultan Ahmad.**

*E. A. C. MONTGOMERY, PUNJAB.*

1903.

Printed at the Rifah-i-am Steam Press Lahore.